ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۶ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ
۲۳ مئی ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرسلہ:۔ ابو عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

لَا یَجْتَمِعُ حُبُّ ھٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَۃِ اِلَّا فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

ترجمہ:۔ سوائے قلب مومن کے ابوبکرؓ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علی ابن ابی طالب کی محبت اور کسی جگہ جمع نہیں ہوتی۔

اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ فَاخْتَارَ مِنْ اَصْحَابِیْ اَرْبَعَۃً اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے میرے صحابہ کو تمام جہان پر فضیلت بخشی ہے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ پھر مَیں نے اپنے صحابہ میں سے چار صحابہ کو چن لیا۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ ابن ابی طالب کو۔

اِنَّ اللّٰہَ اِفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ کَمَا اِفْتَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَ الزَّکٰوۃَ وَ الصَّوْمَ وَ الْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْھُمْ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃً وَّلَا زَکٰوۃً وَّلَا صَوْمًا وَّلَا حَجًّا۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے تم پر ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ سے محبت رکھنی ایسی فرض کی ہے جیسا کہ تم پر نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ اور حج فرض کئے ہیں۔ پھر جو کوئی تم میں سے کسی ایک صحابی سے بغض رکھے گا تو اللہ تعالےٰ اس کی نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ اور حج کو قبول نہیں فرمائے گا۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ ھٰذَانِ السَّمْعُ وَ الْبَصَرُ۔

ترجمہ:۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ میرے گوش و چشم ہیں۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں پہلے اور پچھلے جنتیوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ لِاَبِیْ بَکْرٍ اِنَّکَ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ۔

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابابکرؓ سے فرمایا۔ بے شک تُو میری اُمت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

قَالَ النَّبِیُّ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا۔ تم حوض پر بھی میرے ساتھی ہوگے اور غار میں بھی تم میرے ساتھی تھے۔

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے حضرت عمرؓ کے قلب اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

ترجمہ:۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو عمر بن خطابؓ ہوتا۔

اِنَّ عُثْمَانَ لَاَوَّلُ مَنْ ھَاجَرَ اِلَی اللّٰہِ بِاَھْلِہٖ بَعْدَ لُوْطٍ

ترجمہ:۔ بے شک عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوطؑ کے بعد اپنے اہل کے ہمراہ اللہ کی طرف ہجرت کی۔

لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔

ترجمہ:۔ ہر نبی کا جنت میں رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہوگا۔

قَالَ النَّبِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تُو (ابوبکر صدیقؓ) دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔

ترجمہ:۔ مَیں مکانِ حکمت ہوں اور علیؓ اُس مکان کا دروازہ ہے۔

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ:۔ امام حسنؓ اور امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

ھٰذَانِ ابْنَایَ وَ ابْنَا ابْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا۔

ترجمہ:۔ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ مَیں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تُو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔

اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ فَمَنْ اَکْرَمَھُمْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔

ترجمہ:۔ علماء کی عزت کیا کرو۔ بے شک وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ جس کسی نے اُن کی تعظیم کی۔ پس تحقیق اس نے اللہ اور اُس کے رسول کی عزت کی۔

طوفان باد و باراں
یعنی
بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک
سُن کر
اللہ تعالےٰ کی امان میں آنے کے لئے

یہ دعا پڑھنی چاہئے:۔

رَبَّنَا لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَ لَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ۔

ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے غارت نہ کر اور اپنے عذاب سے پہلے امان دے دے۔

●

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر : ۶۷۵۴۵

جلد ۱۵ | ۶ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۶۹ء | شمارہ ۳

اس آئینے میں جھانک کر دیکھیے

پاکستان کا نظریہ اور اسلامی نظام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا خطبہ ڈھاکہ فروری ۱۹۴۹ء

مسلمانوں کے فوز و فلاح کا راز چار لفظوں میں

میرے نزدیک تو ہمارے سارے فوز و فلاح کا راز ان چار لفظوں میں مضمر ہے :-

• صبر و استقامت • تقویٰ و طہارت۔
• اتحادِ ملت • اعدادِ قوت حسبِ استطاعت

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انفرادی و اجتماعی زندگی میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اپنا تعلق صحیح رکھا جائے تاکہ اس کی امداد و نصرت کے مستحق ہو سکیں۔ اس راہ میں بڑی سے بڑی سختیوں کو صبر و استقلال کے ساتھ کوہِ استقامت بن کر برداشت کیا جائے، اور ساری ملتِ اسلامیہ متحد و یک جان ہو کر اپنی قدرت کی آخری حد تک وہ قوت پیدا کرے جس سے ابلیسی لشکروں کے حوصلے پست ہو جائیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور فرمایا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

حکومت پاکستان کے بنیادی اصول

ظاہر ہے کہ اس چیز کی تکمیل و انصرام موقوف ہے اس پر کہ ہماری سب سے بڑی اسلامی مملکتِ پاکستان پہلے اپنے قیام کی اصلی غرض و غایت اور بنیادی اصول کو سمجھ لے جو ہمارے نزدیک مندرجہ ذیل ہونے چاہئیں :-

• بلا تفریق مذہب و ملت و نسل وغیرہ تمام باشندگانِ پاکستان کے لئے امن و انصاف قائم کرنا اور دوسری اقوام کو بھی اس مقصد کی طرف دعوت دینا۔

• جملہ معاہدات کا احترام کرنا جو کسی دوسری قوم یا مملکت سے کئے گئے ہوں۔

• اللہ تعالےٰ کو سارے ملک کا مالک اصلی اور حاکم حقیقی مانتے ہوئے اس کے نائب کی حیثیت سے اسی کی مقرر کردہ حدود کے اندر پوری مسئولیت کے خیال کے ساتھ حکومت کا سب کاروبار چلانا۔

• غیر مسلم باشندگانِ پاکستان کے لئے جان و مال اور مذہب کی آزادی اور شہری حقوق کے تحفظ کے ساتھ مذہب اسلام کی حفاظت اور تقویت کا بندوبست کرتے ہوئے مسلم قوم کو ان قوانین الٰہیہ کا پابند بنانے کی انتہائی سعی کرنا جو مالک الملک ان کے فلاحِ دارین کے لئے نازل فرمائے ہیں۔

• تمام باشندگانِ پاکستان کی انفرادی صلاحیتوں کی کامل حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے معاشی حالات میں مناسب اور معتدل توازن قائم کرنا اور تا بحدِ امکان کسی فرد کو بھی ضروریات زندگی سے محروم نہ ہونے دینا۔

• خصوصیت کے ساتھ ربا (سود) مسکرات (نشہ آور اشیاء) قمار (جوا) اور ہر قسم کے معاشرتی فواحش کے سدِ باب کی امکانی کوشش کرنا۔

• قومی معاشرت کو بلند خیالی کے ساتھ سادہ اور ستھرا بنانے کی ہر جائز کوشش کرنا۔

• مغربی طرز کی پیچ در پیچ عدالتی بھول بھلیاں سے نکال کر عوام کے لئے امکانی حد تک سستا اور تیز رفتار انصاف حاصل کرنا۔

• ان پاک اور بلند مقاصد کے لئے ایک ایک مسلمان کو بقدرِ ضرورت دینی و عسکری تربیت دے کر اسلام کا مجاہد اور پاکستان کا سپاہی بنا دینا۔

•

پوری دنیا کی نجات و امن کا واحد راستہ

جو مملکت اپنے آئینی دائرہ عمل میں ان پاک اور اہم ترین مقاصد کی بنیادوں پر قائم ہو گی وہ اللہ کی مدد اور ملتِ اسلامیہ کی عملی موافقت سے ہر باطل کی سرکوبی کر سکے گی اور انشاء اللہ اس دنیا میں عام امن و انصاف اور خوشحالی و فارغ البالی کا علم بلند کر دے گی۔

اگر مملکت پاکستان اس نہج اور اس ان بنیادوں پر حکمرانی کرے تو دنیا کی بہترین قابلِ تقلید حکومت ہو گی اور ایسی ہی حکومت حقیقی معنوں میں اسلامی حکومت کے لقب کی مستحق ٹھہرے گی۔ گو اس کے بعد بھی جاہ و اقتدار کی ہوسناکیوں اور شدید ترین عداوت و عناد کے جذبات جو اسلام کی طرف منسوب ہونے والی ہر چیز کے متعلق غیر مسلم اقوام کے دلوں میں صدیوں سے پرورش پاتے چلے آرہے ہیں دنیا کو چین سے نہ بیٹھنے دیں گے۔ اور تمام کافرانہ طاقتیں ملت واحدہ بن کر بہت جلد ایسی صالح سلطنت کے مقابلہ میں بھی محاذ جنگ قائم کر لیں گی۔ تاہم میں یقین رکھتا ہوں کہ بہت ہی سخت جھٹکوں اور زلزلوں کے بعد جن سے ابھی دنیا کو ایک ناقابلِ تصور اندازہ تک دوچار ہونا باقی ہے۔ ایک وقت ضرور آئے گا کہ ساری دنیا ایک ہی نظام حکومت میں منسلک ہو کر رہے گی۔ اور یہ اس وقت ہو گا جب دنیا سکون و امن کی تلاش میں ہر طرح کی ٹھوکریں کھا کر اور ہر طرف سے تھک کر اس ملک کے مالکِ اصلی اور مالکِ حقیقی کی طرف رجوع ہو گی۔ اس وقت وہ اپنے اگلے پچھلے افکار و خیالات کا از سر نو جائزہ لینے پر مجبور ہو جائے گی۔

وہ جن چیزوں کو دقیانوسی سمجھ کر ہمیشہ کے لئے چھوڑ چکی تھی پھر اپنی تازہ ترین ترقیات اور نئے نئے سامانوں کی روشنی میں انہیں پر باسلوب جدید غور کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھے گی۔ فاطر حقیقی کی غیبی تائید اور شاید کسی فوق العادت روحانی ذریعہ سے دنیا کے بڑے بڑے سمجھ دار اور ذی اثر لیڈروں کے سامنے فطرتِ انسانی کے صحیح اصول اور عقلِ سلیم کے سچے تقاضے بے نقاب ہو جائیں گے۔ وہ انہیں علیٰ وجہ البصیرت سمجھ کر قبول کریں گے اور بہت سے لوگ عام حالات کے دباؤ

(باقی صکا پر)

مجلسِ ذکر

۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۶۹ء

ذکر اللہ کی برکات

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم
مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ —
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

محبوبِ حقیقی کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے

تھوڑے سے وقت میں چند باتیں جو عرض کی جاتی ہیں وہ عموماً ذکر اللہ کی فضیلت سے متعلق ہوتی ہیں۔ تزکیۂ نفس کے خیال سے کی جاتی ہیں۔ جیسی جیسی ضرورت پڑتی ہے، جیسی جیسی چیز سامنے آتی ہے قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ جو شخص جس چیز سے محبت رکھتا ہے اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ یہ انسان کی عادت ہے کہ جس چیز سے اس کا تعلق ہوتا ہے، محبت ہوتی ہے، اچھی لگتی ہے اس کا کثرت سے، بار بار ذکر کرتا ہے۔ تو جس کو اللہ سے لَو ہے، اللہ سے تعلق ہے، ظاہر ہے کہ وہ اللہ ہی کا نام لے گا اور یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو اس طرف توجہ دلا دی ہے ورنہ ہزاروں، لاکھوں اربوں مسلمان ہیں جن کو اس طرف توجہ ہی نہیں، پرواہ ہی نہیں، بے فکری ہے، غفلت میں ہیں، اللہ کی ہزاروں نعمتیں کھاتے ہیں لیکن زبانی شکر تک کرنے کی اور فرائض کے بجا لانے کی توفیق نہیں۔

ذاکرین کا درجہ

آج ایک حدیث پیش نظر ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ (رواہ البخاری) یہ حدیث قدسی ہے —— (بخاری شریف میں ہے) امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت فرمائی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی یہ کہتے ہیں میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب کہ وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے حرکت کرتے رہتے ہیں۔ یعنی مطلب وہی ہوا کہ جب تک انسان ذکر اللہ میں مشغول ہے۔ اور ذکر کی قسمیں ہیں بے حساب، فرض یا نفل نماز بھی ذکر ہے، مؤکدات بھی، واجبات بھی اور اسی طرح تطوّعات جتنے ہیں اس میں آ جاتے ہیں، خود قرآن پاک کا تلاوت کرنا، حفظ کرنا، پڑھنا پڑھانا اس کا مفہوم و معنیٰ بیان کرنا، یہ سب ذکر اللہ میں داخل ہے۔ اصل ذکر جو آپ پہ فرض ہے، وہ تو پنجوقتہ نماز ہے، باقی جو نفلی ذکر ہے جتنا کریں گے، اتنا فائدہ ہے، جتنا گڑ اتنا میٹھا، اپنا فائدہ ہے۔ یہ اس ذکر سے متعلق ہے اور وہی ذکر آپ ابھی کر کے بیٹھے ہیں۔ تو یہ ذکر اللہ کریں تو فائدہ ہے، ثواب ہے، نہ کریں تو بازپرس اور گناہ نہیں۔ یعنی جو فرض ہو تو پھر اس کا تارک تو مجرم ہے، جیسے نفلی روزے رکھے تو ثواب ہے نہ رکھے تو مجرم نہیں۔ یہ ذکر ان میں سے ہے۔ لیکن اللہ تعالٰی اس کے فضائل کس قدر بیان فرماتے ہیں کہ بندہ جب تک ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر کے کوئی اور کون سی دوستی اور کون سی معیت ہو سکتی ہے؟ یعنی انسان چاہتا ہے کہ بہتر سے بہتر انسان کے ساتھ دوستی کرے چنانچہ بعض حدیثوں میں اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ کے الفاظ آئے ہیں۔ مندرجہ بالا حدیث میں تو اللہ تعالٰے فرماتے ہیں اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ۔ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک بندہ میرا ذکر کرتا ہے۔ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ اور اس کے دونوں ہونٹ ذکر اللہ میں مصروف ہوتے ہیں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ لیکن دوسری حدیثوں میں یہ بھی فرمایا۔ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ۔ میں اس کے پاس ہوتا ہوں، جو میرا ذکر کرتا ہے جلیس، جلسے سے ہے، بیٹھنے والا، میں اس کے ساتھ بیٹھتا ہوں۔ یعنی جہاں آپ ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں اللہ تعالٰی کی رحمتیں لازماً نازل ہوتی ہیں اور فرشتے اس تلاش میں لگے ہوئے ہیں جو ڈھونڈتے پھرتے ہیں، دوسروں کو اطلاع دیتے ہیں کہ بھئی جس جماعت کی تلاش میں ہم نکلے ہیں وُہ جماعت یہ ہے جو ذکرِ الٰہی میں مصروف ہے۔

اللہ اپنے محبوب بندوں کی عزت خلقِ خدا کے دل میں ڈال دیتا ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ انسان نیک یا بد عمل بعض اوقات پوشیدہ کرتا ہے، چھپ کے کرتا ہے، نیکی بھی اور بدی بھی، لیکن اللہ تعالٰے تک تو کراماً کاتبین پہنچاتے ہیں، اس سے تو چھپ نہیں سکتا۔ اللہ تعالٰے اس کے نیک یا بد عمل سے ناراض ہوتے ہیں یا خوشنود ہوتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں تو فرشتے دوسروں کے دلوں میں جا کر کے ڈالتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالٰی خوش ہے اور جن سے ناراض ہوتے ہیں لوگوں کے دلوں میں جا کے ڈالتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالٰے ناراض ہے۔ یہ ہی ایک انسان کی نیکی یا بدی کی شہرت کا عموماً باعث بنتا ہے اور اگر اُلٹ مشہور ہو جائے تو پھر وقتی چیز ہے۔ دائمی، ابدی شہرت جو ہے وہ غلط نہیں ہو سکتی۔ دوام جو ہے، دائماً کسی کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً کس قدر اتہام اولیاء کرام پہ لگتے ہیں، علماء ربانی پہ لگتے ہیں، لیکن کیا ہمیشہ رہ سکتے ہیں؟ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر، حضرت مولانا ابوالکلام پہ کئی الزامات اور اتہام لگائے گئے۔ گذشتہ جنگ آزادی میں جتنی انہوں نے خدمات انجام دی ہیں شاید ہی کسی نے دی ہوں، لیکن بعض مخالف حضرات نے الٹا ہی انہیں بدنام کرنے کی ٹھانی اور ایسے ایسے واہیات ان کے اوپر الزام لگائے کہ جن کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن کیا اب ان کی کسی قسم کی

(باقی ص ۱۵ پر)

خطبۂ جمعہ
۲۸ر صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۶ر مئی ۱۹۶۹ء

قرآن وسنّت کی ترویج واشاعت کیلئے ہمہ تن وقف ہوجائیے

کہ

اسی میں آپ کی بقا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :

وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (س بقرہ ع ۱۳)

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ سوائے یہود و نصاریٰ کے اور کوئی جنّت میں ہرگز داخل نہ ہوگا، یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں۔ کہہ دو اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچّے ہو — ہاں، جس نے اپنا منہ اللہ کے آگے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

برادرانِ اسلام! یہود کا یہ عقیدہ شروع سے چلا آرہا تھا کہ نجات انہیں کی قوم اور وابستگانِ قوم کے ساتھ مخصوص ہے — اسی طرح نصاریٰ نے بھی یہ دعویٰ کر لیا کہ جنّت کا ٹھیکہ فقط ہم نے لے رکھا ہے۔ چنانچہ ظہورِ اسلام کے وقت یہود و نصاریٰ دونوں کا کہنا تھا کہ اس نئے دین (محمدی اسلام) کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نجات تو ہمارے دینوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ قرآن مجید نے ان کے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ ان کی من گھڑت باتیں، ڈھکوسلے اور آرزوئیں ہیں اور جن کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی معقول سند۔

چنانچہ پیغمبر اسلام، سیّد دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت ہوئی کہ اہلِ کتاب سے برملا طور پر کہہ دیجئے کہ خالی زبانی دعووں اور خالی آرزؤں سے کیا ہوتا ہے۔ اگر حقّانیت کے مدعی ہو تو اپنی تائید میں کوئی دلیل عقلی یا نقلی لاؤ۔ اور دیکھو یہ جو تمہیں گھمنڈ ہے کہ تم بزرگ زادے ہو، نسلی و نسبی شرافت تمہارے حصّہ میں آئی ہے۔ تو یاد رکھو یہ بھی تمہارے کسی کام نہ آئے گی۔ نجات اور کامیابی کا صحیح قانون یہ ہے جو تمہارے سامنے پیغمبر آخر الزمان جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں — اگر تم میں ایمان اور حسنِ عمل دونوں جمع ہو جائیں تو کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ ناکامی کا منہ دیکھوگے اور دیکھو جو اسلام پر عمل پیرا ہوں گے، اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھل جائیں گے اور انہیں اپنی پچھلی زندگی کا غم ہوگا اور نہ انہیں آئندہ کا کوئی خوف ہوگا۔

اسلام امٹ دین ہے

عزیزانِ گرامی! قرآنِ عزیز میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کو انسانیت کا آخری مذہب، آخری دستور العمل، کامل و جامع نظامِ زندگی قرار دیا ہے — یہ خدا کا قانون ہے۔ خدا کا دین ہے، اس کی طرف سے عطا کردہ دستورِ حیات ہے، روحانیت کا یہ آخری، اکمل اور جامع ترین سرچشمہ ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے تبدیل کر سکے یا اس کی تبدیلی کا شائبہ بھی دماغ میں لائے۔

اس کے باوجود جو شخص ایسی جسارت کرے گا کہ دینِ خداوندی کو تبدیل کرے، اس میں کوئی ترمیم تنسیخ کرے۔ اپنی طرف سے اس میں کوئی پیوندکاری کرے۔ تو یہ دینِ خداوندی تو اپنی جگہ قائم رہے گا۔ اس پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ مگر اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے والے ہاتھ باقی نہ رہیں گے اور اس میں ترمیم کرنے والے قلب و دماغ ماؤف ہو جائیں گے اور اس کے خلاف کھلنے والی زبان نہ رہے گی — مگر دینِ خداوندی ہر حال میں باقی رہیگا، چمکتا دمکتا رہے گا اور اپنی حقانیت کا اعلان کرتا رہے گا — اس سلسلے میں اس پاکستان میں صدر ایوب، صدر سکندر مرزا، گورنر جنرل غلام محمد اور اس قسم کے دیگر لوگوں کی مثالیں سب کے لئے سامانِ عبرت ہیں۔ ان کے پاس طاقت تھی، حکومت تھی، خود مختاری تھی، اور ان کا طوطی بولتا تھا اور کوئی

نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان کو زوال آئے گا۔ لیکن انہوں نے دینِ خداوندی میں مداخلت کی، اللہ کے قانون میں ترمیم و تحریف کی جسارت کی، کتاب و سنت کے ترجمان علماء کرام کو خاطر میں نہ لائے اور ان کو دبانے کی کوششیں کیں اور انا ولا غیری کی صدائیں بلند کرتے رہے، لیکن دنیا نے ان کا حشر دیکھ لیا ـــــ ایک گوروں کے قبرستان میں دفن ہوا، دوسرا زندہ گوروں میں جا بسا، اور تیسرا کسمپرسی کے عالم میں اپنے انجام کا منتظر ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

بہر حال موجودہ حکمرانوں کا طرزِ عمل دین کے بارے میں اس وقت تک محتاط ہے اور وہ بتدریج قابل قدر اصلاحات کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پاکستان کو صحیح پاکستان بنانے کی توفیق دے اور نظریۂ پاکستان کو عملی جامہ پہنانے میں رہنمائی فرمائے۔ آمین۔

بزرگانِ محترم! اسلام چودہ سو سال سے دنیا میں اپنی صداقت، قبولیت اور تمام مذاہب پر اپنی فوقیت کا اعلان کرتا چلا آ رہا ہے ـــ انسانوں کے بنائے ہوئے بزعم خود بہتر سے بہتر قانون اور دستور آئے دن بدلتے رہتے ہیں اور ان کا جو حشر ہوتا رہتا ہے کسی سے پوشیدہ نہیں، مگر اسلام اپنی برتری اور ابدیت کا اعلان برابر کرتا چلا آ رہا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا اور یہی وہ دین ہے جسے دینِ خداوندی ہونے کا دعویٰ ہے۔

فرمانِ شاہی ہے:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔
(س آل عمران رکوع ۲)

ترجمہ: بے شک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٥

ترجمہ: اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

ان شہنشاہی اعلانات کے بعد دنیا کا کوئی مذہب صداقت اور قبولیت کے لحاظ سے اسلام کے مقابلہ میں نہیں آ سکا اور اگر کسی نے کوئی کوشش کی تو فوراً منہ کی کھائی۔ اسلام تابندہ سے تابندہ تر ہوتا چلا گیا اور باطل ذلیل سے ذلیل تر۔

اسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے

محترم حضرات! ہمارا مذہب اسلام ہے۔ اور اسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے۔ قرآن مجید نے دنیا کے تمام مذاہب پر اپنی فوقیت و برتری کا کئی مقامات پر اعلان کیا ہے اور چودہ سو سال میں کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ قرآن مجید کے اعلان کا جواب ہو سکے۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ٥
(س الانعام رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور یہ قرآن تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں لے جانے والا سیدھا راستہ فقط میں بتلا سکتا ہوں۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ٥ (پ ۱۵ ع ۱)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

قرآن عزیز کا یہ اعلان چودہ سو سال سے اپنی جگہ قائم ہے اور اللہ کے فضل سے آج تک کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اس دعویٰ کو جھٹلا سکے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آئندہ بھی کوئی قرآن کے اس دعوے کو ہرگز نہیں جھٹلا سکے گا ـــ چنانچہ مسلمان تو مسلمان ہیں غیر مسلم بھی قرآن کے محاسن اور خوبیوں کے گن گاتے نظر آتے ہیں۔ اور اس دعویٰ کے مؤید ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن عزیز کے دامن میں پناہ لینے اور قرآنی تعلیمات کے موتیوں سے اپنی جھولیاں بھرنے اور آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

آئیے! ہم سب مل کر عہد کریں۔ کہ قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت کے لئے ہم تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں گے اور اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے تیزی سے سرگرم عمل ہو جائیں۔

دعائے صحت کی درخواست

آج سے تقریباً نصف صدی قبل ہمارے روحانی مربی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہ نے واہ گاؤں کی ایک مسجد میں قرآن عزیز کا ترجمہ، خلاصہ رکوعات اور ربط آیات تحریر فرمائے تھے اُس وقت جو امام مسجد اور خطیب تھے وہ تاحال بقید حیات ہیں۔ اُن کی عمر اب ۸۰ سال سے تجاوز ہے اور وہ آج کل بیمار ہیں۔ مولانا نور محمد صاحب کی عیادت کے لئے میں اور برادرم منشی محمد صاحب چند روز ہوئے واہ گاؤں گئے تو انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ خدام الدین میں دعائے صحت کی درخواست کر دیا ہو سکتا ہے۔ یہ ہی میری نجات کا باعث بن جائے۔

(احقر محمد عثمان غنی)

اطلاع عام

قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم فاروق، سید احمد شاہ بخاری امام پاکستان بدستور جاری ہے جس میں اس وقت ایک مدرس کتابوں کا اور ایک مدرس قرآن مجید کا اور معلمہ قرآن اور دو مبلغ فرائض تدریس و تبلیغ سر انجام دے رہے ہیں۔

اور ایک مبلغ بنامی حافظ بشیر احمد یکم مئی سے مدرسہ ہذا سے الگ ہو چکے ہیں۔

المشتہر۔ سید محمد قاسم شاہ بخاری ابن مولانا حضرت سید احمد شاہ بخاری مرحوم بی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

تصحیح

قارئین کرام، اسلام اور موجودہ نظریاتی کشمکش کی چوتھی قسط کو پانچویں شمار کریں۔ اور پانچویں کو چوتھی۔ غلطی سے آگے پیچھے شائع ہو گئی ہیں۔ محمد سلیمان

دعائے مغفرت

احقر کی حقیقی پھوپھی فوت ہو گئی ہیں قارئین خدام الدین سے گزارش ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ احقر ملک بشیر احمد مگوی، ڈھاکہ

ذِکرُاللہ کے فضائل

نومبر ۱۹۶۸ء میں درسِ قرآن وحدیث کی چوتھی سالگرہ منعقد ہوئی۔ ہفتہ ۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء کی شام کو واہ کینٹ میں مجلس ذکر منعقد کی گئی۔ جس میں مخدوم محترم قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر ارشاد فرمائی :-
(محمد عثمان غنی)

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد ، فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

بندہ ہر حال میں محتاج ہے

میرے محترم دوستو اور بزرگو! اس دنیا میں، جس میں ہم جا رہے ہیں، ہر انسان اپنی زندگی گذارنے کے لئے محتاج ہے، اللہ تعالےٰ ہی بے نیاز اور غیر محتاج ہیں، باقی دنیا کا ہر ایک انسان خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، عالم ہو یا جاہل، مرد ہو یا عورت، کوئی انسان بھی ہو میرے بھائیو! اپنی ضروریاتِ زندگی کے لئے بھی کائنات کی مختلف چیزوں کا محتاج ہے۔ اسی کو قرآن مجید نے ارشاد فرمایا۔ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ (فاطر ۱۵) اللہ ہی غنی ہے۔ تم سب کے سب فقراء ہو۔ فقراء کا معنیٰ محتاج، کسی کا محتاج نہ ہونا یہ اللہ کی صفت ہے۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ۔ باقی بندے کی سب سے بڑی یہ صفت ہے کہ وہ محتاج ہے جتنا زیادہ بڑا ہوگا، اتنا زیادہ محتاج ہوگا۔ جتنا چھوٹا ہوگا، وہ تھوڑا محتاج ہوگا۔ بہرکیف محتاج یقیناً ہے۔

کامیابی ذکر اللہ میں ہے

تو اس زندگی میں جس میں گذر رہے ہیں میرے بزرگو! ہم اپنی زندگی گذارنے کے لئے مختلف قسم کے اسباب تلاش کرتے ہیں، مختلف قسم کے اسباب ڈھونڈتے ہیں اور ان سببوں کو اپنے کام میں لاتے ہیں لیکن سبب بنانے والا، سبب کو استعمال کرنے والا، سبب کو اپنے کام میں لانے والا، کبھی بھی کسی حتمی بات کے ساتھ یہ نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔ کہ یہ میرا سبب کامیابی کا سبب ہے دنیا میں کوئی بھی چیز آپ دیکھ لیں۔ کسی کام میں بھی، آپ بھی کام کرتے ہیں، میں بھی کام کرتا ہوں، ہر ایک آدمی کام کرتا ہے۔ کوئی انسان اپنے کسی چھوٹے بڑے فعل کے متعلق یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ میں اس میں کامیاب ہوں گا۔ ایک آدمی کھانا پکاتا ہے۔ حتمی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا کھانا آخر میں جا کر تیار ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے پکاتے پکاتے ہانڈی ٹوٹ جائے، کوئی اور مصیبت آ جائے۔ ایک آدمی سفر کرتا ہے، پنڈی، لاہور کا، حتمی طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ میں ضرور پہنچوں گا ہو سکتا ہے راستے میں جاتے جاتے کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ دنیا کا کوئی بھی سبب خواہ وہ کسی نہج سے بھی اختیار کیا جائے، کامیابی کا کفیل نہیں ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اسباب اختیار کرنے کا حکم ضرور دیا ہے۔ جیسا کہ ابھی حضرت نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت فرمائیں، اُن میں سبب کا حکم ضرور دیا ہے۔ مثلاً تجارت کے متعلق فرمایا۔ سورتِ جمعہ کی آپ نے جو آیت تلاوت فرمائی کہ جب تم نماز پڑھ لو — فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (الجمعہ ۱۰) نماز پڑھنے کے بعد زمین میں پھیل جاؤ۔ اللہ کا فضل تلاش کرو، یعنی رزق تلاش کرو — لیکن یہ نہیں کہا کہ جب تم اللہ کا فضل تلاش کروگے تو کامیاب ہو جاؤگے۔ یہ نہیں فرمایا — کامیابی اللہ کا رزق تلاش کرنے میں نہیں ہے۔ کامیابی کس میں ہے وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ سبب ضرور تلاش کرو لیکن سبب میں کامیابی یقینی نہیں ہے۔ اگر کامیابی یقینی ہوتی تو یوں فرماتے وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ —— نہیں —— وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔ لیکن اللہ کے فضل سے مراد یہاں رزق ہے۔ رزق کے تلاش کرنے یا رزق کے حاصل ہو جانے میں بھی تمہارے لئے کامیابی نہیں۔ ہو سکتا ہے تمہارے پاس بہت بڑا رزق ہو، لیکن تم ناکام رہو۔ آج دنیا میں بڑے بڑے سرمایہ دار ناکام ہیں —— تمہارے پاس بڑی دولت ہو، تم اس جہان میں بھی ناکام رہو۔ اور اگلے میں بھی ناکام رہو۔ البتہ ایک بات ہے۔ جس کے ساتھ قرآن مجید نے کامیابی کا حتمی وعدہ فرمایا۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ تمہاری کامیابی اللہ کے ذکر میں ہے۔

جہاد میں بھی ذکرِ خداوندِ قدوس کی تعلیم

اسی طرح جہاد کے متعلق حضرت نے ابھی قرآن مجید سے سورتِ انفال کی آیت پڑھی کہ جب تم میدان جنگ میں کافروں کے ساتھ برسرپیکار ہو تو تم کیا کرو؟ اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا (انفال ۴۵) جب تم دشمنوں کی کسی جماعت کے ساتھ، پارٹی کے ساتھ، گروہ کے ساتھ، گروپ کے ساتھ، پلٹن کے ساتھ مقابلے میں آ جاؤ، فَاثْبُتُوْا، تم ثابت قدم رہو — یہ نہیں فرمایا۔ فَاثْبُتُوْا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اگر تم ثابت قدم رہے تو کامیاب ہو جاؤگے — نہیں — فرمایا۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ ثابت قدمی تو ایک سبب ہے۔ تمہاری کامیابی ہے۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ثابت قدم رہنے کا حکم دیا۔ فرمایا سبب اختیار کرو، لیکن سبب میں کامیابی نہیں ہے۔ میں چاہوں تو آگ میں نہ جلنے دوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو، آگ کا خاصا ہے جلانا، لیکن سبب کو جب جلانے کے لئے اختیار کیا نمرودیوں نے تو میں نے حضرت ابراہیم کے لئے گلزار کر دیا۔ اور میں چاہوں تو پانی کو آگ بنا دوں۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے پانی میں غرق کیا اور قرآن مجید ہی

ہیں فرمایا ان کے متعلق اُغْرِقُوا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ (نوح ۲۵) تم پانی کے راستے آگ میں پہنچے ہو؟ وہ پانی جس کا خاصا ہے آگ کو بجھانا، قرآن مجید کفار کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ تو آگ میں ہیں۔

عام ضرورت کی اشیاء اللہ تعالیٰ نے عام کردیں

تو میرے بھائیو! اس دنیا میں جس میں ہم چل رہے ہیں، گذر رہے ہیں، ہم سارے اسباب اختیار کرتے ہیں، لیکن کوئی سبب قرآن کریم کے نقطۂ نظر سے اور اس کی تعلیمات کے زیرِ اثر کوئی سبب بھی یقیناً فلاح اور بہبود کا ضامن نہیں ہے سوائے اللہ کے ذکر کے۔ اس لئے جو چیز بہت زیادہ مفید ہے، بہت زیادہ ضروری ہے، یہ تَنَازُعْ لِلْبَقَاءِ کا مسئلہ ہے — اللہ نے اپنی رحمت کے ساتھ، جو چیزیں انسان کے لئے بہت زیادہ ضروری ہیں اُن کو سستا کر دیا، آسان کر دیا، ہر جگہ پیدا کر دیا۔ اور چیزیں تھوڑی ضرورت کی ہیں، ان کی تعداد بھی تھوڑی رکھی، ان کو حاصل کرنے کے لئے مشکلات بھی پیدا کر دیں — اور ان کی مقدار بھی کچھ ایسی رکھی۔ دیکھئے انسان کی زندگی کے لئے پانی زیادہ ضرورت ہے کہ دودھ؟ — پانی زیادہ ضرورت ہے نا؟ تو پانی پھر دودھ سے زیادہ ہے، دریا چل رہے ہیں، پانی مفت ملتا ہے۔ ہر جگہ تقریباً مل جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی کے لئے لوہا ضرورت ہے زیادہ بہ نسبت سونے کے۔ لوہا سستا ہے، آسانی سے مل جاتا ہے، ہر جگہ مل جاتا ہے اور سونا نہیں ملتا۔ ہوا انسانی زندگی کے لئے ضرورت ہے، اللہ نے ہوا کو بے قیمت بنا دیا۔ ہر ایک آدمی اسے استعمال کر سکتا ہے۔ ہوا اگر کسی کے کنٹرول میں ہوتی تو میرا خیال ہے آج صرف امیر لوگ زندہ ہوتے باقی ہم سب وہیں ختم ہو جاتے۔ روشنی انسانی بقاء کے لئے ضروری ہے۔ اللہ نے مفت کر دی، زمین انسان کی بقاء کے لئے ضروری ہے، اللہ نے مفت کر دی۔ کائنات میں ہر وہ چیز جو انسان کے بدن کی بقاء کے لئے ضروری ہے وہ آسان بھی ہے اور بہتات کے ساتھ ہے۔ اسی طرح جو چیزیں انسان کی روحانی زندگی کے لئے ضروری ہیں، ان کو بھی اللہ نے مفت بھی کر دیا اور زیادہ بھی کر دیا اور آسان بھی کر دیا۔

ذکرِ الٰہی کے لئے آسانیاں

اب ذکرِ الٰہی کرنے کے لئے، جیسے کہ حضرت ابھی فرما چکے ہیں، نہ وضو کی ضرورت ہے، نہ رُو بہ قبلہ ہونے کی ضرورت ہے نہ مسجد میں ہونے کی ضرورت ہے، آپ دوکان پر بیٹھے بیٹھے اللہ اللہ کر سکتے ہیں، آپ موٹر میں اللہ اللہ کر سکتے ہیں آپ کھیت میں اللہ اللہ کر سکتے ہیں، آپ چارپائی پہ لیٹے لیٹے اللہ اللہ کر سکتے ہیں کسی حال میں بھی آپ ہوں، آپ اللہ اللہ کر سکتے ہیں۔

ایک اللہ کے ولی کا واقعہ

میں نے کسی اللہ کے ولی کا واقعہ پڑھا ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا، بخارے میں ایک بہت بڑے اللہ کے ولی تھے، وہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے، ایک دوسرے ولی اللہ تعالیٰ آئے کپڑا لینے کے لئے، وہ سمجھے کہ یہ دوکاندار ہے، وہ جب کپڑا لینے کے لئے وہاں پہنچے تو بیٹھے اُن کے پاس، تو جیسے کہ اولیاء اللہ کی عادت ہوتی ہے، ہر ایک آدمی اپنے اپنے فن کو جانچتا رہتا ہے، تو انہوں نے اُن کے دل کی طرف توجہ کی، تو دیکھا کہ اُن کا دل اللہ کے ذکر میں محو ہے، وہ کپڑا بیچنے والا ہے — بیچ تو رہا کپڑا ہے، لیکن دل اللہ کے ذکر میں محو اور مستغرق ہے۔

ذکر اللہ ہر جگہ جاری رہے

تو دوکان میں بھی اللہ کا ذکر، کھیت میں بھی اللہ کا ذکر اور ہر جگہ اللہ کا ذکر، ہر حال میں آپ اللہ کا ذکر کر سکتے ہیں، اس لئے قرآن مجید میں فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اے انسانو! اے مسلمانو! اگر تم کامیابی چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر زیادہ کرو، کیونکہ جب تم نے اللہ کا ذکر زیادہ کیا تو تمہارا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہو جائے گا۔ پھر سبب ہو، تب بھی تم کامیاب ہو، اور سبب نہ ہو، تب بھی تم کامیاب ہو۔ سبب بنانے والا بھی اللہ تعالیٰ، سبب کو توڑنے والا بھی اللہ تعالیٰ۔ بلا سبب بھی کام بنانے والا اللہ تعالیٰ۔

اللہ والوں کے مقامات

تاریخ میں ایسے واقعات بڑے صحابہ کے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے تو معجزات ہیں نا، صحابہ کے حالات ہیں، تابعین کے ہیں، تبع تابعین کے ہیں۔ اس پچھلے دور کے علماءِ حق کے بھی بڑے بڑے واقعات ہیں۔ میں ایک ہی واقعہ عرض کرتا ہوں — اور پھر دعا حضرت فرمائیں گے — جب انگریز نیا نیا ہندوستان میں آیا، اور وہ جنگِ آزادی کی ابتداء تھی، جسے انگریزوں نے غدر کا نام دیا، اور ہمارے مؤرخوں نے انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے غدر ہی کہا، حالانکہ غدر کس بات کا تھا؟ وہ تو جنگِ آزادی تھی۔ ۱۸۵۷ء میں۔ تو بہت سے علماء کو، مولانا محمد جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں کو انگریزوں نے پھانسی کی سزائیں دیں انبالہ کی جیل میں، تو جب اُن کو پھانسی کی سزائیں سنائی گئیں، تو وہ ہنس پڑے — مولانا محمد جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے نیک بندے تھے، وہ ہنس پڑے۔ تو جج نے پوچھا، جو انگریز تھا، کہ تم ہنستے ہو؟ میں تمہیں پھانسی کی سزا دیتا ہوں، موت کی سزا دیتا ہوں، تم ہنستے ہو؟ انہوں نے فرمایا، ہمیں تیری حماقت پہ ہنسی آتی ہے — کہ موت و حیات تو اللہ کے قبضے میں ہے، تم کیسے بیوقوف ہو جو کہتے ہو کہ میں تمہیں موت کی سزا دیتا ہوں، ہمیں تیری حماقت پہ ہنسی آتی ہے — "کالا پانی" چھپی ہوئی کتاب ہے، کئی مرتبہ چھپی ہے، اب بھی چھپی ہے، دیکھ سکتے ہیں آپ۔ "تواریخ عجیب" بھی اُسے کہتے ہیں، "کالا پانی" بھی کہتے ہیں — تو ابھی وہ قصہ چل ہی رہا تھا کہ انگریزوں کی جو پریوی کونسل تھی انگلستان میں، اُس نے فیصلہ دیا کہ اتنے زیادہ انسانوں کو پھانسی لگانا! اب تک کتنے مار چکے ہیں، یہ تو ختم نہیں ہوتے، یہ بات ٹھیک نہیں، اِن کو کالے پانی بھیجدو، وہاں جا

(باقی ص ۱۲ پر)

اسلام اور موجودہ نظریاتی کشمکش

محمد سلمان استاذ جامعہ مدنیہ کیمبلپور

(۶)

ہر چیز کا بدل موجود ہے

دنیا میں ہر چیز کا بدل موجود ہے ایک شخص اگر آج غریب ہے تو کل اس کے بھلے دن آ سکتے ہیں۔ آج چھوٹا ہے تو کسب کمال سے کل بڑا بن سکتا ہے، بیمار ہے تو کل کو تندرست و توانا ہو سکتا ہے، ان پڑھ اور جاہل ہے تو پڑھا لکھا بن سکتا ہے۔ یہ سب چیزیں امکانی ہیں، ذرائع سب کے موجود ہیں۔ انسان کی اپنی ہمت ہے۔ جہاں تک پرواز کرے، کر سکتا ہے، کسب و محنت کا میدان زمین و آسمان کے خلاء کی مانند کھلا پڑا ہے۔ چنانچہ دنیا مصروف کار ہے ہی۔ اور دن بدن برق رفتاری سے آگے ہی آگے جا رہی ہے —— مگر بایں ہمہ اس ترقی کے دور میں بھی ایک روگ جو پوری انسانیت کے لئے تباہی اور ابدی خسران کا باعث ہے کی تلافی کا سامان نہیں ہو سکا۔ اور یہ ایسا رستا ناسور ہے کہ اگر جیتے جی ادھر توجہ نہ ہوئی۔ اور سائنس اور آس کے ہوتے اس کا علاج نہ ہو سکا۔ تو پھر ایسا تڑپائے گا ایسا تڑپائے گا کہ رہ رہ کے ستائے گا اور حشر تک ساتھ جائے گا ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اور وہ ہے گناہ، نافرمانی اور اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک سے بغاوت اور سرکشی۔ آج پوری دنیا تقریباً گناہ و نافرمانی کی آگ میں گھری ہوئی ہے۔ لیکن ایسی سرد مہری ہے کہ احساس تک نہیں۔ اور ہو بھی کیسے؟

حلال و حرام کی تمیز اسلام سکھاتا ہے

اس لئے کہ سوائے اسلام کے باقی وہ تمام ازم جو انسانی کھوپڑیوں کے مخترع ہیں۔ گناہ، غیر گناہ، جائز، غیر جائز اور حرام و حلال کی تمیز ہی نہیں رکھتے۔ جن کے ہاں بکرے اور سؤر کے گوشت کو یکساں سمجھا جائے، بلکہ حرام کو حلال پر ترجیح دی جائے۔ مرد کے مرد کے ساتھ ازدواجی تعلقات کو قانونی جواز دیا گیا ہو۔ کیا ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی تہذیب کو اپنایا یا اچھا سمجھا جائے؟ اگر یہ بھی اچھے ہیں تو پھر نامعلوم بُرے کون سے ہوں گے۔

جہاں خدائے واحد کا تصور ہی نہیں، آغاز و انجام کی فکر ہی نہیں جب سے پیدا ہوئے ہیں مرتے دم تک اپنی جان و مال، وقت و دماغ اور صلاحیتیں سب کچھ مادیات کی نذر کرتے چلے جاتے ہیں۔ جن کی پکار ہی یہ ہے کہ آگے کچھ نہیں، اگر کچھ ہے تو بس یہی کچھ! وہ بے انصاف اور لایعقل ساٹھ ستر سالہ تگ و دو پر کسی بہت بڑے انعام و اکرام یا سزا و جزا کے قائل ہی نہیں۔ پھر ان کے پاس اس دکھ کا مداوا کیا ہوگا؟ لیکن سوال تو یہ ہے کہ آیا وہ اس دُکھ کو دُکھ سمجھتے بھی ہیں کہ نہیں کہ علاج کے متلاشی ہوں۔ ان کے ہاں تو دن رات اور نور و ظلمت سب یکساں ہیں۔ بلکہ ظلمت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ اور نور سے انہیں دُور کا واسطہ بھی نہیں۔

ہاں اس دُکھ کو دُکھ اگر کوئی طاقت جانتی اور سمجھتی ہے تو وہ صرف اور صرف قوم رسول ہاشمی ؐ ہے۔ جس کی ترکیب ان سب سے جدا ہے ؎

اپنی ملت کو قیاس اقوام یورپ پر نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ؐ (اقبال)

ایک عظیم ملت

مسلمان ایک الگ، مستقل اور عظیم ملت ہے جو دنیا سے اپنی تہذیب کا لوہا منوانے اور دنیا کو درس زندگی دینے آئی ہے، اور بقول کسے —— یہاں ہر قدم حرم کی طرف اٹھتا ہے تو وہاں ہر کوئے صنم کی جانب۔ یہاں کے مے خانوں میں مے یثرب ہے تو وہاں کے بادہ کدوں میں غلاظت مغرب —— یہاں رومی و سعدی، عطار اور جامی کی حکمت و دانش ہے تو وہاں بائرن اور براؤننگ کی خرافات۔ یہاں تصورات کا محور خداوند قدوس ہے تو وہاں زن، زر اور ساغر و مینا۔

انسانوں کی دو قسمیں ہیں

تو پھر کیا ایسے لوگ جنہوں نے اپنے خالق و رب سے سرکشی کی اور انجام سے بے بہرہ ہو کر من چاہی زندگی گذاری اور اپنی خواہشات کو اپنا معبود ٹھہرایا (فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ) اور وہ جنہوں نے ہر گھڑی مالک کے سامنے پیشی اور جواب طلبی کو پیش نظر رکھا اور نفس کی خواہشات سے بچے رہے (وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى) آیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا بے شک وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ اور دنیا ہی صرف ان کا اوڑھنا بچھونا رہ گئی ہے۔ وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا اور اسی کو کافی سمجھ کر اسی کی بہتری میں کوشاں اور مل جانے کے حریص ہیں۔ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ۔ ایسے لوگ ہی خدا کی قدرتوں اور زندگی کی حقیقت سے بیگانہ اور بے خبر ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ اور اس کے مقابل وہ لوگ جو ایمان سے مشرف ہوئے اور اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ اور اللہ کے سب سے بڑے رسول سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر جو کچھ نازل ہوا سب کو مانتے ہیں۔ وَ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ۔ اس

لئے کہ حق اگر ہے تو یہی ہے۔ کیونکہ اس کو رب نے حق فرمایا۔ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ۔ بھلا برا تو مسلمان سے بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن سچا دین تسلیم کرنے کی یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف ہو جاتی ہے۔ اور نہ ماننے میں یہ برائی ہے کہ اگر خلق خدا کی بہتری یا اور کسی طرح کا غیر مسلم سے اچھا کام ہو بھی گیا۔ تو بھی اس کی نیکی برباد اور گناہ بہرحال لازم رہتا ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے حق کی اتباع کی پھر ایسوں کا مددگار اللہ ہے اور غیر مسلم نے باطل کی اتباع کی۔ اس لئے ان کا کارساز کوئی نہیں مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا۔ ہاں چند روزہ نفع ہے عیش بہار ہے۔ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ لیکن بالآخر رب کے پاس ہی انہیں جانا ہوگا ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ۔ اللہ ان کی خوب خبر لیں گے۔

اکسیر اعظم تو یہ روگ جو آج ساری دنیا کو لگا ہوا ہے، گناہ، فسق و فجور، اللہ کی نافرمانی اور رب سے روگردانی کا اس کی سزا میں، اسلام کی برکتؔ سے کچھ تو اللہ ایسے تخفیف فرما دیں گے کچھ اعمال صالحہ کی برکت سے زائل ہو جائے گا۔ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔ لیکن اس کا سب سے بہترین علاج اور اس درد کا درماں "توبہ" ہے، اللہ کی طرف رجوع ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَطْرَتَيْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ اهراق فِي سبيل الله فرمایا رب تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ دو قطرے ہیں ایک وہ قطرہ جو کبھی خلوت و علیحدگی میں قیامت کی ہولناکیوں انجام بد کے خوف اور اللہ کے سامنے پیشی کے تصور سے خشیت الٰہی کی وجہ سے بہہ جائے (لِيَوْمٍ عَظِيمٍ۔ بہت بڑا دن) خمسین الف سنة ایک دن پچاس ہزار سال کا ۔۔۔ یوم يقوم الناس لرب العٰلمين ۔ یوم

زندگی اور زندگی کا مقصد؟

سیکنڈ لیفٹیننٹ عبدالغفار رانا ۔۔۔۔ کیمبلپور

زندگی کیا ہے؟

اللہ نے ہمیں بتلایا کہ زندگی اللہ کا ایک حکم ہے۔ کُن فیکون اور اسی طرح اللہ تعالےٰ نے پوری کائنات کو تخلیق کیا اور پھر ایسا حیرت انگیز نظام تخلیق فرمایا کہ یہاں انسان سے انسان پیدا ہوتے ہیں گوشت کا ایک لوتھڑا پھلتے پھولتے خوبصورت مرد اور عورت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور پھر خون اس سے اگلی منزل اختیار کرنے کے بعد اسی انسان کے آغاز کا باعث بنتا ہے۔

اللہ نے ہمیں بتلایا کہ تم میرے نائب ہو اور یہ ساری دنیا اور کائنات تمہارے لئے پیدا کی ہے۔ جس میں تمہارے کھانے کے لئے نہ صرف رزق دیا گیا بلکہ بہترین اور لذیذ چیزیں بنائیں تاکہ ہم نہ صرف زندہ رہیں بلکہ اس کے لطف و کرم سے محظوظ ہوں۔ زمین جیسی بڑی چیز ہماری خاطر گردش کے حکم میں ہے۔ اور یوں دن رات کا وجود لایا گیا۔ دن اوسطاً بارہ گھنٹے کا۔ یہ وقت مختلف اوقات میں بٹا ہوا روشنی جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا۔ کبھی صبح اور کبھی شام کا مسرور کن وقت طبیعت کو مخمور کرتا ہے۔ دنیا بھر کی نعمتوں سے ہم دن کو سرفراز ہوتے ہیں۔ اس کے تخلیق کردہ دریاؤں کی سیر کیجئے۔ وادیوں میں جائیے، پہاڑوں اور ندیوں کی سیر کیجئے یہ سب دن کی بدولت ہیں۔ اور پھر اگر آپ اکتا گئے ہیں، تھک گئے ہیں تو دیکھئے شام کے دلکش منظر کے بعد تاریکی اپنا لبادہ آپ پر اوڑھنے کے لئے چلی آ رہی ہے۔ سو جائیے۔ اس وقت میں آپ کو نیند خواہ مخواہ آئے گی۔ کیونکہ اللہ نے خصوصاً قرآن میں فرمایا۔

کہ "نیند میری ایک نعمت ہے"۔

اسی قسم کے ہزاروں انعامات جن سے ہم مستفیض ہو رہے ہیں۔ یہ تو معمولی پہلو تھے۔ ذرا آپ غور کریں گے تو سب کچھ ذہن میں آئے گا مگر چونکہ یہ مشاہدات اور نعمتیں عام ہیں اس لئے نہ ہمارے دلوں میں اس کی قدر ہے اور نہ ہی ہم غور و فکر کرتے ہیں۔

المختصر یہ تصور کر لینا پرلے درجہ کی حماقت ہو گی کہ یہ سب کچھ خودبخود ہو گیا ہے اور اس کا کوئی مقصد نہیں ہم بہترین دماغ ہونے کے باوجود اپنا مقصدِ حیات نہ سمجھے تو اللہ خود مہربان ہوئے اور بالآخر آخرالزمان نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا میں ہماری رہنمائی کے لئے بھیجا اور بتلایا گیا کہ تم اپنی مرضی سے رہو گے تو مقصدِ حیات بھی پورا ہو گا اور دنیا میں بھی ترقی کرو گے۔ اس بات کی گواہی یورپ کے محقق نے تو ان الفاظ میں کہ "اگر مسلمان دین اسلام کے اصولوں پر عمل کریں تو دنیا میں تمام اقوام پر چھا جائیں اور سائنس کی ترقی کے اعتبار سے چاند پر پہنچنے والی پہلی قوم ہو گی"۔ مگر افسوس ہمیں اس پر ابھی یقین نہیں جس کا ثبوت ہماری عملی زندگی سے ظاہر ہے۔

چنانچہ میرے جوانمرد مسلمان بھائیو! یہ زندگی اللہ کا عطیہ ہے، اسی کی عطا کردہ ہے، امانت ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اسے اللہ تعالےٰ کے احکامات کے مطابق گذاریں۔

آؤ، یہ عہد کریں کہ جہاں ہم دنیا میں ملازم ہیں اور ملازمت کے حقوق پورے کرتے ہیں وہاں اللہ کے بندے (غلام) بھی بن کر رہیں گے اور اللہ

يقوم الروح والملٰئكة صفاً۔ جس دن کہ انس و ملک رب کے حضور صف بستہ کھڑے ہوں گے ۔۔۔ لا يتكلمون الا من اذن له الرحمٰن

(باقی صہ ۱۳ پر)

مردِ مجاہد سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

(مرتبہ:- ابوالریاض بہاولپور)

بارہویں صدی ہجری میں ایک انقلابی تحریک اٹھی جس کا مقصد مسلمان قوم کو منظم کر کے پھر سے حکمرانی کے قابل بنانا تھا۔ یہ اُن دنوں کا واقعہ ہے جب مغلیہ سلطنت روبزوال تھی۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا دور ہندوستان میں اسلامی غلبہ کا آخری دور تھا۔ عالمگیر کی آنکھ بند ہوتے ہی سکھوں اور مرہٹوں نے وہ اودھم مچایا کہ مسلمان مولی گاجر کی طرح کٹنے لگے۔ مرہٹے تو پہلے ہی عسکری قوم تھی اُن کے بیدار ہوتے ہی سکھوں نے بھی مذہبی جماعت پیدا کرلی، جو آگے چل کر مسلمانوں کی جانی دشمن بن گئی اور مذہب سے نکل کر یہ فرقہ بھی سیاسی اور عسکری فرقہ بن گیا۔ جس کی پیٹھ پر ہندو ذہنیت کا ہاتھ تھا۔ یہ دونوں فرقے ایسے پرجوش تھے کہ مسلمانوں کے دینی معاملات میں بھی دخل دینے اور رکاوٹیں پیدا کرنے لگے۔ چنانچہ دلّی کو تاخت و تاراج کیا، مساجد و مقابر کی بے حرمتی کی گئی اور مسلمانوں کو اس طرح تہس نہس نہیں کیا کہ یہ بیچارے اُف تک بھی نہ کرسکے۔ اذانیں بند، مسجدیں شہید اور عورتوں کی بے حرمتی ہندوؤں سکھوں اور مرہٹوں کا مشغلہ بن گیا۔

آخر کار احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو شکست فاش دی لیکن سکھوں کی سرگرمیاں برابر جاری رہیں۔ انہیں دنوں ایک مکّار سیاست پیدا ہوئی جنہوں نے تجارت کی آڑ میں متحدہ ہندوستان پر قبضہ جمانے کے لئے اپنے ہاتھی جیسے دانت کھولے اور بنگال و بہار پر قبضہ جمالیا اور اس طرح مسلمانوں کا سیاسی زوال شروع ہوگیا۔ نتیجتہً مسلمان ظلم و استبداد کی چکّی میں پسنے لگے اور وہ اتنے مرعوب ہوگئے کہ اسلامی روایات کو بھول کر ہندو تہذیب اپنانے لگے۔ صوفیائے کرام خاموش اور علمائے کرام مناظرہ اور مجادلہ میں مصروف ہوگئے۔ شراب، جُوا، عیاشی اور بے عملی مسلمانوں کا شغل ہوگئی۔ چنانچہ مسلمانوں کی اس پستی کا اندازہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح نے کیا اور اُن کی عقابی نظروں نے بھانپ لیا کہ اگر یہی حال رہا تو ہندوستان سے اسلام مٹ جائے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رح سنہ ۱۷۵۳ء میں دلّی میں پیدا ہوئے اور اپنی ذہانت اور جوشِ عمل سے خوب کام کیا، بہت سی اسلامی کتابیں تصنیف کیں، علمِ حدیث کو دوبارہ زندہ کیا اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے ایک تحریک کی بنیاد رکھی جس کا مقصد معاشرہ کی فلاح و بہبود اور تعلیم و تربیت تھا۔ یہ ایک عالمگیر تحریک تھی جس میں آہستہ آہستہ امیر و غریب اور سپاہی سے لے کر وزیر، تاجر اور علماء سب شامل ہوگئے۔ اس کا اصل مقصد مسلمانوں کو یکجا و متحد کر کے مجاہدانہ زندگی کا سبق سکھانا تھا۔ یہ اسی تحریک کا ثمر تھا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے پیروؤں نے اس انقلابی تحریک کو جاری رکھا۔ آپ کے فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز رح نے اس میں ایک نئی روح پھونک کر جہاد بالسیف کی داغ بیل ڈالی۔ سید احمد شہید رح بھی اسی تحریک کے روحِ رواں تھے۔ شاہ صاحب موصوف کا سلسلہ اقدس حضرت شاہ علم اللہ تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ اس خاندان کو پہلے سے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حضرت سید احمد شہید بریلی میں پیدا ہوئے، چار برس کی عمر میں ابتدائی تعلیم شروع کی اور مروجہ اسلامی مسائل سے خصوصی واقفیت حاصل کرلی، لیکن علم سے بڑھ کر آپ کو شجاعت کے کارناموں کا زیادہ شوق تھا۔ کبڈی۔ کشتی۔ تیر اندازی بڑے شوق سے کرتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے جنگی مشقیں کرایا کرتے تھے۔ روزانہ ورزش کرنا، ڈنڑ پیلنا، مگدر پھیرنا، شاہ زوری کرنا، تیرنا، تپتی ریت پہ چلنا، تلوار، تیر، اور بندوق چلانا آپ کا معمول تھا۔ جس کے نتیجے میں آپ کا جسم قوی اور فولاد بن گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ غریبوں کی خدمت، پڑوسیوں کی دیکھ بھال آپ کا روزمرہ کا کام تھا۔ یہی مجاہدانہ جذبہ آپ کو سپاہ گری کی مہارت دینے کا موجب بنا۔ سیاحی کے دوران آپ دلّی پہنچ گئے تو حضرت شاہ عبدالعزیز رح کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رح نے اس نووارد کو اچھی طرح بھانپ لیا اور خوب تربیت کی، جس کے نتیجہ میں پیر مرید نے پہلے لسانی جہاد شروع کیا اور مسلمانوں کو جاہلیت کے رسم و رواج سے ہٹا کر اسلامی نظامی حیات کی دعوت دی۔

چونکہ آپ کی طبیعت میں جہاد بالسیف تھا اس لئے دلّی کے سید خاندان نے سید احمد بریلوی کی ذات میں ایک ایسا مسلمان پایا جس کی انہیں اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ پھر حضرت شاہ عبدالقادر رح ان کو اپنے پاس لے گئے اور تربیت کی۔ چنانچہ شاہ صاحب رح جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ سے متاثر ہوکر فوج میں بطور سپاہی بھرتی ہوگئے۔ اور ایسے جوہر دکھائے کہ سرخیل لشکر بن گئے۔ آپ کے دل میں انگریزوں کے خلاف اعلانیہ تحریک کا جذبہ پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ شاہ عبدالعزیز کے پاس پہنچے اور اپنے جذبے کی آرزو پیش کی۔ بس پھر کیا تھا ایک دنیا آپ کی طرف امڈ آئی اور خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کے خاندان نے آپ کی بیعت کی۔ اس طرح آپ کی شہرت اور بھی بڑھ گئی۔ لوگ جوق در جوق آپ کی بیعت کرنے لگے۔ جب حضرت سید احمد رح کے پاس ایک جماعت اکٹھی ہوگئی تو آپ نے اپنے مقدس پروگرام میں عملی رنگ بھرنا شروع کیا۔ چنانچہ چھ ماہ تک آپ تبلیغی و اصلاحی دورے کرتے رہے، اس طرح اسلامی روایات کی تجدید کے ساتھ ساتھ مخلصین کی ایک جماعت پیدا کرلی، جو ہر وقت آپ کے اشارے پر کٹ مرنے پر تیار رہتی تھی۔ بظاہر یہ دورے محض تبلیغی تھے لیکن اس طرح عوامی معاشرے کی اصلاح بھی ہوتی رہی اور آپ کا مقصد جو بہترین مجاہد پیدا کرنا تھا پورا ہوتا رہا چنانچہ آپ نے ایک اور قدم بڑھایا اور حج کی تیاری کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب علماء نے ہندوستان کے راستے پر خطرہ ہونے کی وجہ سے حج نہ کرنے کا فتویٰ دے رکھا تھا۔ حضرت شاہ صاحب رح نے یہاں سے ہی اپنے تبلیغی و عملی جہاد کا آغاز کیا۔ حج کا اعلان سنتے ہی سارے ملک میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ چنانچہ جب چارسو کے قریب مخلصین کی جماعت کو لے کر حضرت شاہ صاحب رح جولائی ۱۸۲۱ء کو رائے بریلی سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے تو سارے رستہ میں مسلمانوں نے سید صاحب کے لئے آنکھیں بچھادیں۔ اور یہ کارواں کلکتہ پہنچنے تک ۷½ سو تک پہنچ گیا۔ سارے قافلے کا خرچ آپ جیب سے برداشت کرتے رہے۔ چنانچہ اس سفر میں ایک عرصہ لگ گیا۔ جب آپ ۱۸۲۶ء میں واپس لوٹے تو تقریباً ایک لاکھ روپیہ آپ کا خرچ ہوچکا تھا۔ دراصل یہ آپ کے نیک جذبہ اور جوش کی برکت تھی کہ خرچ کی فراہمی کے سامان خود بخود پیدا ہوتے گئے۔ حج سے واپس آکر سید صاحب نے خود کو جنگی تیاریوں کے لئے وقف کردیا۔ گاؤں گاؤں اور شہر شہر جاکر

جہاد کی تعریف کرکے لوگوں کو تیار کیا اور اس حیات نو کے نسخے سے مایوسی کے بعد کئی امیدیں بندھ گئیں جو فروغ اسلام کے لئے ازحد ضروری تھیں۔ آپ کا نظریہ تھا یا تو اسلام کو چھوڑ دیا جائے اور کفر کا رشتہ قبول کرلیا جائے یا پھر اسلام کو سرفراز کرنے کے لئے کفر کو مٹادیا جائے۔ چنانچہ آپ نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد فرض کرادیا، اور ساتھ ہی اعلان کردیا کہ اگر ہم انگریز یا ہندو سکھ کے تسلط کو پائمال نہیں کریں گے تو گنہگار رہیں گے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب مرہٹے تو بہت حد تک دب چکے تھے مگر سکھ زوروں پر تھے اور انگریز جابجا تسلط کے لئے پر تول رہے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ دارالحرب کو دارالسلام بنایا جائے۔ چنانچہ حج سے واپسی کے بعد آپ تقریباً دو سال تک جہاد کی تیاری کرتے رہے۔ آپ کا مدعا سلطانی نہیں بلکہ دین کی نصرت و کامرانی تھا۔ چنانچہ آپ نے والیانِ ریاست، امیر و کبیر وزیر و فقیر سب کو خدا و رسول کے نام پر دعوت دی اور اپنے نصب العین کا اظہار الفاظ میں کردیا۔ دشمن کی ریشہ دوانیوں کے سبب آپ پر اعتراضات بھی ہوئے، مگر سید صاحب نے جملہ مخالفین کو دندان شکست جواب دیا۔ بعض اشخاص نے جہاد کو فرض کفایہ قرار دیا تو بعض نے سید صاحب کو قابل انتخاب نہ سمجھا اور بعض نے بے سروسامانی کی آڑ لی۔ مگر آپ نے فرمایا (ترجمہ قرآن) جتنی قوت تم جمع کرسکو کرو" پیش کرکے مسکت جواب دے دیا۔ اور جنگی تیاریاں جاری رکھیں اور سرحدی علاقہ کو اس کے لئے موزوں خیال کیا۔ تاکہ پنجاب اور سرحد سے سکھوں کا غلبہ ہٹایا جائے۔ اور افغانستان سے اسلامی ملک ہونے کے باعث تائید بھی ہوتی رہے گی اور سرحد کی بہادر جنگجو قوم سے فائدہ بھی اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ جنوری ۱۸۲۶ء میں صرف پانچ سو مجاہدین اور معمولی خرچ سفر کے بعد راجپوتانہ اور سندھ کے علاقوں سے گزرتے، خطرات کو برداشت کرتے بلوچستان کو روانہ ہوئے۔

بقیہ: ذکر اللہ کے فضائل

کچھ تکلیف تو یہ پائیں، یہ شہادت کی موت سے خوش ہوتے ہیں تو ان کو خوش نہیں کرنا چاہیئے ——— میں نے خود پڑھا ہے اُن کی حالات پڑے ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ ان کو خوش نہیں کرنا چاہیئے، یہ تو خوش ہوتے ہیں، اگر ان کو پھانسی دی گئی تو اس میں ان کی خوشی ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ ہم شہید ہو جائیں گے۔ تو اپنے ہاتھوں ان کو کیوں شہید کریں؟ ان کو کالے پانی بھیجدیا جائے تاکہ وہاں جاکر کچھ تکلیف برداشت کریں ——— تو اللہ تعالیٰ نے وہ موت کی سزا خود بخود ٹال دی اور اُن کو عبور دریائے شور کا حکم ہوا۔ حضرت رح تشریف لے گئے، وہاں چودہ سال رہے اور وہاں شادی کی، بیوی بچے ہوئے، "علم الصیغہ" وغیرہ کتابیں آپ ہی نے لکھیں، پھر آپ واپس تشریف لائے اور وہ بدبخت جس نے آپ کو موت کا اور پھانسی کا حکم دیا تھا، ابھی حضرت انبالہ ہی میں تھے کہ وہ پاگل ہوگیا، اس کو اپنے بیٹے نے قتل کردیا۔ حضرت انبالہ ہی میں تھے ——— آپ نے کہا تھا اس کی کچہری میں کہ اللہ اس پر قادر ہے، میں زندہ رہوں، تو مرجائے ——— وہی ہوا ——— تو اسباب ہیں، اس میں کچھ شک نہیں، ہم اسباب کو اختیار کرسکتے ہیں، قرآن کا حکم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، لیکن سبب پر اعتماد نہ ہو، اعتماد اللہ کی ذات پر ہو جو سببوں کو بنانے والا ہے، سببوں کو توڑنے والا ہے، بلا سبب کے بھی کام کرنے والا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کا حکم

تو اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی جو پہلی سیڑھی ہے میرے بھائیو! وہ ہے ذکر الٰہی، اور ذکر الٰہی سے مراد ہمارے صوفیائے کرام کی اصطلاح میں پہلی جو منزل ہے وہ ذکر لسانی کی ہے اور اللہ کا نام زبان سے لینا یہ بھی ذکر ہے۔ یہ جو بعض نئے قسم کے، متجدد قسم کے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ذکر کا مطلب کچھ اور ہے۔ اور کیا ہے؟ قرآن نے نہیں فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل ع۱)، اسم رب کا نام لے ——— اسم آیا کہ نہیں آیا؟ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (المزمل ع۹) سورۃ مزمل کی ابتدائی آیات میں حضورؐ کی زندگی کے احکامات ہیں۔ اے میرے حبیبؐ اس وقت آپؐ کے سامنے عالم اسباب میں کوئی سبب نہیں، جس سے یہ پایا جاسکے کہ آپؐ کا مقصد زندگی کامیاب ہوگا۔ حضورؐ کے والد ماجد دنیا سے پہلے جاچکے ہیں، والدہ فوت ہوچکی ہیں، چچے مخالف ہیں، کوئی مونس و مددگار نہیں ہے، چند صحابہ ہیں اور ایک زوجہ محترمہ ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ لیکن اس حالت میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ حضورؐ کو کون سا ہتھیار دیا؟ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا اے میرے حبیبؐ! تیرا کارساز میں ہوں۔ میرا نام تو لے، میرے نام کا ذکر کر۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ذکر کی تعلیم

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرعون کے مقابلے میں جب جانے لگے اللہ نے فرمایا۔ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (طٰہٰ ۴۳) تو اور تیرا بھائی جاؤ فرعون کے مقابلے میں، تو کیا ساتھ ہتھیار دیا؟ وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي (طٰہٰ ۴۲) میرے ذکر میں کمی نہ کرنا۔ سب سے بڑا سامان تیرے پاس کیا ہے؟ میرا ذکر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو ہتھیار دیا اللہ تعالیٰ نے اسلحہ وہ کون سی چیز تھی؟ وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (طٰہٰ ۴۲، ۴۳)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فیض

تو میرے بزرگو! ذکر الٰہی بہت بڑی عبادت ہے، بہت بڑی نعمت ہے، بہت بڑی دولت ہے، خوش بخت ہیں وہ انسان جو اس دور میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں، ذاکروں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، اللہ کے نیک بندوں کی صحبتوں میں رہتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے آج تو پاکستان بھر میں کیا بیرون ملک بھی مجالس ذکر قائم ہیں، یہ سب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی فیض ہے۔ اللہ حضرت رح کے فیض کو تاقیامت قائم رکھے۔ اللہ مجھے اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اسلام کا معاشی نظام

ضیاء الدین احمد قمر ایم اے۔ ایم پی ایف (لندن)

دوسرا مسئلہ ــــ خرچ

خرچ کے بارے میں قرآن نے جو کچھ دیا ہے وہ دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

۱۔ کھاؤ پیو اور اعتدال سے تجاوز نہ کرو۔

۲۔ فضول خرچی ہرگز نہ کرو، بیشک حد سے تجاوز کرنے والے شیطان کے بھائی (ہم پلہ) ہیں۔

ان آیات میں اپنی جائز اور حلال کمائی کے صرف کرنے کے لئے دو شرطیں بتائی گئی ہیں۔

۱۔ اسراف نہ ہو (۲) تبذیر نہ ہو۔ مقدارِ خرچ میں حد سے زیادہ تجاوز کرنا "اسراف" ہے اور یہ ثبوت ہے ان عائد شدہ حقوق کی مقدار سے جہالت کا جو اس کے ذمہ ہیں اور کیفیت یعنی مواقع صرف و خرچ میں حد سے تجاوز کا نام تبذیر ہے۔ فضول خرچی لغویات یا مباحات میں سوچے سمجھے بغیر اتنا خرچ کیا جائے جو آگے چل کر تفویتِ حقوق (عائد شدہ) اور ارتکابِ حرام کا سبب ہے۔

صرف و خرچ میں اسراف اور تبذیر معیشت فاسدہ کی علامات ہیں اس لئے "اقتصاد" اور میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے۔ مثلاً عام حالات میں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جائے اور پھر حاجت کے وقت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے۔ بلکہ حتی الامکان اس کی سعی کرنی چاہئے۔ کہ ان تمام اجتماعی حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ جو "غنی" ہونے کی صورت میں اللہ تعالےٰ نے اس پر عائد کئے ہیں اپنی اور اہل و عیال کی حاجات و ضروریات کے لئے کچھ پس انداز ہو۔ یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ بخل اور تقتیر کو کام میں لائے۔ اور خود اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے عطاءِ الٰہی کے باوجود معیشت کو تنگ کرے۔

کس پر خرچ کریں

۱۔ "اور قرابت والے اور مسکین اور مسافر کو ان کا حق دو۔"

۲۔ اور کھیتی کٹنے کے وقت اس کا حق ادا کرو۔"

امام شافعی کہتے ہیں یہ "حق" زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ کہہ دیجئے کہ حاجب سے زائد (القرآن)

"وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے مال میں جو کچھ بھی خرچ کرو۔ پس والدین کے لئے ہے اور قرابت والوں کے لئے اور یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے اور جو نیکی بھی تم کروگے بلاشبہ اللہ جاننے والا خبردار ہے۔" (القرآن)

حیاتِ اجتماعی

اجتماعی معیشت انسان اس وقت تک معراجِ انسانیت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ اپنے ان حقوق و فرائض کو ٹھیک ٹھیک نہ ادا کر دے۔ جو خدائے تعالیٰ کی مخلوق ہونے اور جماعت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور یہ حقوق و فرائض اس وقت تک انجام نہیں پا سکتے جب تک کوئی صحیح "نظامِ اجتماعی" موجود نہ ہو۔ اسی لئے قرآن عزیز میں جگہ جگہ انفرادی خطاب کے بجائے اجتماعی خطاب کو ترجیح دی گئی ہے۔ فرد کی انفرادی زندگی کی تکمیل بغیر اجتماعی نظم کے ناممکن ہے اور اس کی سعادت و فلاح کا انحصار نظمِ اجتماعی کی سعادت و فلاح پر موقوف ہے۔

اسبابِ ظاہر جس پر انسان کی جسمانی بساط اور بقاء کا انحصار ہے۔ معاشیات کا شعبہ ہے۔ اور جب کہ یہ شعبہ بھی مثلِ دیگر شعبہ ہائے زندگی کے انسان کی دینی اور دنیوی دونو قسم کی عملی جد و جہد میں بڑی حد تک دخل ہے تو بے شبہ یہ شعبہ بھی اجتماعی زندگی کا اہم جزو ہے اور اس لئے عقل و فطرت بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انسانوں کے اجتماعی نظام کی سعادت و فلاح کا بہت کچھ مدار اس کے صالح اور بہتر ہونے پر ہے۔ نیز یہ بھی ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اجتماعی نظامِ معاشی اور نظامِ حکومت کے درمیان چولی دامن کا تعلق ہے کیونکہ کسی بھی اقتصادی نظام کے صالح اور فاسد ہونے کا حال اس سے وابستہ سوسائٹی کے نظام اور نظامِ حکومت سے بخوبی آشکارا ہو سکتا ہے۔ پس اسلام نے جس اجتماعی نظام کی بنیاد ڈالی ہے وہ ایسے اصولوں پر مبنی ہے جس میں حکومت، سیاست اور معیشت کو ایک طرف خداپرستی اور مذہب کے ساتھ جوڑا گیا اور دوسری جانب معاشیات میں اس روح کو داخل کیا گیا جس سے عام خوشحالی، عام اخوّت و ہمدردی اور مساوات و مواسات باہمی کارفرما ہو جائے۔ اس نے کہا کہ تمام کائنات ذی روح حقِ معیشت میں مساوی ہے اور تمام معاشی طریقے ناجائز و مردود ہیں جن کی بدولت سرمایہ داری نشوو نما پاتی ہے۔ اس نے اعلان کیا کہ درجاتِ معیشت میں فطری تفاوت اور انفرادی ملکیت کا انکار بھی غلط اصول پر مبنی ہے۔ کیونکہ قانونِ قدرت (فطرتِ الٰہی) کی جانب سے اس کارگاہِ ہستی میں جو تنوع پایا جاتا ہے۔ اور قوائے علم و عمل میں جو تفاوت نظر آتا ہے اس کا میدانِ معیشت کی جد و جہد پر اثر انداز ہونا بلاشبہ فطری اور قدرتی امر ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے ثمرات و نتائج میں تفاوت پیدا نہ ہو پس یہ ہی وہ تفاوت اور تنوع ہے جو شعبہ معیشت میں تفاوتِ درجات کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے

اسلام نے عام خوشحالی اور حقِ معیشت کی عام مساوات کو اپنے نظامِ معاشی میں "ریڑھ کی ہڈی" تسلیم کیا ہے۔ اور ایک "صالح معاشی نظام" کو بروئے کار لانے میں جماعتی نظام اور نظامِ حکومت کو ایسے سانچے میں ڈال کر پیش کیا ہے جو متذکرہ صدر اصولوں کی بنیادیں استوار کرنا اور عالمِ انسانی کو باہم معاشی دستبرد اور رقابت کے فتنہ سے بچاتا اور عالمگیر اخوت و ہمدردی کو قائم کرتا ہے۔

اسلامی نظامِ حکومت

اسلام نے جب دینیت انسانی کا علم بلند کیا تو سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ اس کے اجتماعی نظام میں حکومت "کارفرمائی" اور وضعِ قانونِ اساسی کا معاملہ دنیا کے کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کا حقیقی موسس صرف خدائے واحد ہے۔ اور وہی واضعِ قوانین ہے۔ اور "خلیفہ" اس کے اساسی قانون کی روشنی میں نیابت اور تنفید کی خدمت انجام دیتا ہے۔

حیثیتِ امیر

حکومت کے سربراہ کے لیے شہنشاہ، ڈکٹیٹر، تعبیر نہیں کی بلکہ "خلیفہ" اور "خلافت" کے عنوان کو اختیار کیا تاکہ ابتدائی تخیل میں ہی یہ واضح رہے کہ یہاں "نیابتِ الٰہی" اور خدمتِ خلق کے علاوہ شخصی اور پارٹی اقتدار کا کوئی مقام نہیں بن سکتا۔ بے شک اسلام کے نظامِ حکومت میں خلیفہ کی شخصیت نمایاں ہے مگر ذاتی اور پارٹی کے اقتدار کی خاطر نہیں۔ اسلام کا طرزِ حکومت ایک ایسا روشن نظام ہے جس میں عدل و انصاف کی یکسانیت اور افرادِ امت کی خدمت اصل بنیاد و اساس ہے وہ ایک ایسا نظام ہے جس میں خلیفہ راہِ حق کا راہنما بھی ہے اور خدمتِ خلق کا خادم بھی۔ وہ نیابتِ الٰہی کے منصب سے اگرچہ تمام افرادِ امت کا حامی ہے لیکن اس کے نصیب میں افرادِ ملت دخیل و سہیم ہیں۔ اور مہماتِ امور میں "شوریٰ" کا پابند ہے اور کی مشاورت ہی اس کا "عزم" ہے۔

اجتماعی معاشی نظام

اسلام کے پیش کردہ معاشی نظام کا تعلق اگر حکومت (خلافت) کے ساتھ ہے اور خلافت ہی کا اس پر کنٹرول ہے۔ تاہم اپنی تفصیلات کے اعتبار سے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ حصہ جس کا تعلق براہِ راست خلافت کے ساتھ ہے۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جو پبلک اور جماعت کے اعمال کے واسطہ سے "خلافت" سے متعلق ہے۔

جس حصہ کا تعلق براہِ راست خلافت سے ہے اس کے عنوان یہ ہیں:-

۱۔ بیت المال

۲۔ زمین سے متعلق احکامات۔

۳۔ جملہ شعبہ ہائے مال پر کنٹرول۔

جس حصہ کا تعلق جماعت اور پبلک کے واسطہ سے حکومت (خلافت) سے ہے وہ یہ ہیں:-

۱۔ ٹیکس

۲۔ اکتناز و احتکار کی حرمت۔

۳۔ حلال و طیب کسبِ معاش۔

۴۔ بیت المال۔ آمدنی اور خرچ

اسلام لوگوں کو ذاتی ملکیت سے نہیں روکتا اور وہ ایسے اقتصادی نظام کو تسلیم نہیں کرتا جن میں اشخاص و افراد کو اشیاء منقولہ کے علاوہ زمین اور ذرائع پیداوار پر کسی حیثیت اور کسی حالت میں حقِ ملکیت حاصل نہ ہو۔ اور وہ اس طریقِ کار کو غیر فطری اور ایسے نظام کو ناقص اور غیر مطمئن نظام سمجھتا ہے۔ اسلام ذاتی ملکیت کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کی تحدید ضروری کرنا چاہتا ہے اور اس ملکیت میں اس قسم کی وسعت دینا ہرگز پسند نہیں کرتا جس کی بدولت اس کے اقتصادی نظام کی بیان کردہ اساس و بنیاد پر زد پڑے اور اس کا مقصد اصلی فوت ہو جائے۔

بقیہ: اسلام اور موجودہ نظریاتی کشمکش

رب کی اجازت کے بغیر کوئی بات کرنے کا مجاز نہ ہوگا ذالک الیوم الحق۔ ایسے دن کے آنے میں کسی شک کی گنجائش نہیں)

اور دوسرا وہ قطرہ جو اللہ کے راستے میں بہہ جائے۔ یہ اکسیرِ اعظم ہے جو علاج ہی نہیں شفا ہے اور جو اسلام کے سوا کسی ازم میں نہیں۔

موت العالِم موت العالَم

اکاڑہ شہر کے مجاہد خطیب، سیوہارہ کے علمی خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مرحوم و مغفور امیر جماعت علمائے اسلام ضلع ساہیوال، گذشتہ ہفتہ انتقال فرما گئے۔ آہ۔ ع

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا تھے۔ اور دار العلوم دیوبند کے فرزند دلبند! عرصہ چالیس سال سے تقریباً اوکاڑہ میں اسلام و دین، ملک و ملت کی بے لوث و مخلصانہ خدمات سر انجام دیتے چلے آ رہے تھے، استخلاصِ وطن اور جنگِ آزادی میں آپ نے جمعیۃ علماء کے نظام کے مطابق خوب مجاہدانہ کام کیا۔

آپ کے صدقاتِ جاریہ و ساریہ میں، متعدد ادارے، جامع مسجد، عیدگاہ، جامعہ محمودیہ، مدرسہ بیت الصالحات وغیرہ اور مختلف دینی مدارس، اسلامی مکاتب اور چکوک میں بہت سی مساجد ہیں۔

داغِ علیاً، یومِ وصال اپنے استاذ علامہ سید انور شاہ کشمیری محدثِ کبیرؒ ۳ صفر المظفر پایا۔ فرحمۃ اللہ واسعۃ آپ کے جنازہ میں ہزارہا سوگوار مسلمانوں نے شرکت کی جس میں مختلف مکاتیبِ فکر سے متعلق لوگ تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام اوکاڑا کے زیرِ اہتمام تعزیتی اجلاس مدرسہ بیت الصالحات کے چوک میں بسرپرستی مولانا سید امیر حسین شاہ صاحب گیلانی ناظم جامعہ مدینہ، بصدارت الحاج شیخ ظہور احمد صاحب منعقد ہوا۔ متعدد شعراء نے تعزیتی منظوم کلام پڑھا۔ مولانا معین الدین ناظم جامعہ محمدیہ اور فاضل حبیب اللہ جالندھری ناظم رشیدیہ ساہیوال نے مولانا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے تعزیتی قرارداد اور مولانا کے سوانح و اوصاف بیان کیے۔

(فاضل رشیدی خادم جمعیۃ علماء اسلام ساہیوال)

درسِ قرآن و حدیث

لاہور۔ جامعہ فضلیہ عالی مسجد ملتان روڈ نواں کوٹ میں حضرت الحاج مولانا محمد عبد اللہ صاحب شاگرد رشید حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، بعد نماز فجر درسِ قرآن اور بعد نماز مغرب درسِ حدیث دیتے ہیں۔

جامعہ میں بیرونی طلباء کو مولانا عبد المنان صاحب اور قاری محمد شفیع شجاع آبادی پڑھا رہے ہیں۔ جامعہ میں اس وقت اسی طلباء تقریباً زیرِ تعلیم ہیں۔

مفت

مجلس نشر السنۃ پاکستان کی تبلیغی مطبوعات مدنی نماز، کتابچہ رقص و سرود، تفہیم النبوت وغیرہ ۲۵ پیسے بدلے محصول ڈاک بھیج کر مفت منگوائیں۔

پتہ:- حمد خاموش مبلغ "مکان ۶۸ محلہ سادات بیرون دہلی گیٹ، ملتان

بقیہ: مجلسِ ذکر

الجھنیں دُور ہو گئیں؟ اُن پر جو الزام اتہام لگائے گئے، جھوٹ مُوٹ، وہ سب ختم ہو گئے، ان کی للّٰہیت کا شہرہ ہے اُن کی عظمت کا ہر طرف ڈنکا بج رہا ہے۔ اور ان کی نیکی اور پاکدامنی کے دشمن بھی معترف اور گواہ ہیں۔

سو مَیں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے دھوکے میں انسان کو رکھنا ممکن نہیں ہے۔ کوئی انسان اگر غلط کار ہے تو ہمیشہ کے لئے وہ نیک نہیں مشہور ہو سکتا۔ اس کی اصلیت کھُل کے رہے گی۔ لیکن کوئی غلط مشہور ہو گیا، تو وہ غلط فہمی بھی ہمیشہ کے لئے باقی نہیں رہتی۔ دوام اور استقرار جو کچھ ہے چونکہ وہ اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں کھا سکتے، فرشتوں کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا، انسان کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اور وہ وقتی اور عارضی چیز ہے۔

دینِ اسلام اللہ والوں نے پھیلایا

بہرحال ان چیزوں سے مَیں واضح یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس قدر ذکر اللہ کرنے والے گذرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات لافانی ہے تو ان کو بھی اللہ نے حیاتِ جاوید بخشی۔ انبیاء کرام، اُن کے بعد مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ (پ ۵ س النساء ع ۹ آیت ۶۹) صدیقِ اکبرؓ کا کس قدر ہمارے دلوں میں احترام ہے! خلفائے راشدین کی کس قدر ہمارے دلوں میں عزت و اکرام ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے کسی طرح ہم جان و دل سے فدا ہیں۔ اس کے بعد ان کے پیروکار چودہ سو سال سے یکے بعد دیگرے چلے آ رہے ہیں۔ کبھی شیخ عبدالقادرؒ ہیں، کبھی جنید بغدادیؒ ہیں، کبھی شبلیؒ، کبھی اپنے اکابر حضرات ہیں، کوئی بھی ایسا زمانہ نہیں۔ جس میں نیک و بد اور ذاکر و غافل نہ رہے ہوں۔ خوش قسمت ہیں وہ جو سلسلۂ خیر کی کڑی ہیں اور ذکر اللہ کرنے والے ہیں۔ اور نیکوں کے ساتھ ان کے تعلقات ہیں۔ اور بدقسمت ہیں وہ جو چوروں، چکاروں، ڈاکوؤں، غلط کاروں، خدا کے نافرمانوں، غافلوں کے ساتھ اور بے ایمانوں مشرکوں کے ساتھ ان کا معاملہ ہے ہمیشہ وہ ذلیل ہیں، ذلیل رہیں گے، ہمیشہ یہ لوگ نیک نام ہیں، نیک نام رہیں گے۔ بلکہ سب سے بڑی خوش قسمتی ہماری یہ ہے کہ ہمیں دین اور اللہ کا نام اور اسلام اہل اللہ کے واسطے سے ملا ہے۔ آپ مغربی اور مشرقی پاکستان دونو کی ہسٹری، تاریخ پڑھ لیں، یہاں سپہ سالاروں نے دین نہیں پھیلایا، بے شک حکومت انہوں نے قائم کی، نظم و نسق باقی رکھا، قائم رکھا، لیکن انہوں نے کبھی کسی کو زبردستی کلمہ نہیں پڑھایا، کیونکہ اسلام میں زبردستی کلمہ پڑھانے کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے، اس کی اجازت ہی نہیں ہے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قف قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ (پ ۳ س البقرہ ع ۳۔ آیت ۲۵۶) اللہ والوں نے دل را بدل رہیست، لوگوں کے دلوں میں ایسا گھر کیا، محبت سے ان کے دلوں میں اتر گئے۔ اب آپ دیکھئے، حضرتؒ نے کبھی کسی کو زبردستی کلمہ پڑھایا ہے؟ کبھی کسی کو زبردستی مرید کیا ہے؟ کبھی کسی کو زبردستی ذکر اللہ کرنے کی تلقین کی ہے؟ ہرگز نہیں، حالانکہ نیک کام ہیں جو آتا ہے پھر اس کو اللہ کا نام سکھاتے تھے، جو درسِ قرآن سننے کے لئے آتا تھا اس کو سناتے تھے۔

جامع شیرانوالہ کے لاؤڈ سپیکر کی آواز اندر رکھنے کی وجہ

حد یہ ہے کہ ایک دفعہ لاؤڈ سپیکر لگانے والوں نے مسجد سے باہر کی طرف رُخ کر دیا۔ آپ دیکھتے ہی ہیں کہ عام مساجد کے اندر لاؤڈ سپیکر اوپر لگے ہیں کئی کئی میل تک آواز جاتی ہے اور یہ جو آپ یہاں پر سن رہے ہیں مسجد سے باہر آواز نہیں جاتی، تو کسی نے مسجد سے باہر لاؤڈ سپیکر لگا دیا۔ حضرتؒ نے پوچھا۔ کیوں لگایا؟ انہوں نے کہا، جی جو لوگ اندر نہیں آتے کم از کم راستے میں آتے جاتے ہوئے سن لیا کریں گے یا دکانوں میں بیٹھے بیٹھے سن لیا کریں گے حضرتؒ نے فرمایا۔ کہ جس کو سننے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں اس کو سنانے کی ضرورت نہیں۔ یعنی کنوئیں پر پیاسے کو آنا چاہیے کنوئیں کو پیاسے کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا لاؤڈ سپیکر اتروا دیا۔

کوئی لمحہ ذکر سے غافل نہ رہنا چاہیے

بات ذکر اللہ کی چلی تھی کہ یہ ذکرِ الٰہی جو ہے قرآن حکیم کی تلاوت، نماز، نوافل اور اوراد و اشتغال سب ذکر اللہ ہیں۔ حد یہ ہے۔ کہ ایک شخص جہاد میں ہے اور وہاں بھی حکم یہی ہے کہ اللہ کا نام جہاد کے بعد بھی، جہاد میں بھی اور عین وقتِ جہاد بھی بلند کرو۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

مسلمانوں نے کبھی وہاں بھی نماز کو، ذکر اللہ کو ترک نہیں کیا۔ نمازِ جمعہ بیشک ذکر اللہ ہے لیکن حکم یہ ہے کہ جب فارغ ہو جاؤ تو پھیل جاؤ رزق کی تلاش کے لئے اور بکثرت ذکر اللہ کرو۔ حج یقیناً ذکر اللہ ہے۔ اس میں جو کچھ آپ پڑھتے پڑھاتے ہیں سب ذکر اللہ ہے۔ پھر حکم یہ ہے کہ جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو اور کثرت سے ذکر کرو۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا لمحہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے۔ کہ انسان غفلت میں، اللہ کی نافرمانی میں اور بے تعلقی میں گزارے۔ بلکہ زبان ہے چوبیس گھنٹے آپ اس کو اللہ کی یاد میں مصروف و مشغول رکھ سکتے ہیں یا کم از کم جس حد تک آپ بیدار ہیں، لیکن حکم یہی ہے کہ جو ذکر کرتے کرتے سو جائے اور جس وقت اٹھے اسی وقت ذکر شروع کر دے تو بیچ کا وقت ذکر اللہ میں شمار ہو گا، حالانکہ آپ سو رہے ہیں۔

عابد کی ہر چیز عبادت بن جاتی ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان، جو جہنم کی طرف بڑی تیزی چلا جا رہا ہے، اُس کا کانٹا اگر جنت کی طرف بدل دیں یعنی عقائد اگر اُس کے درست کر دیں، خیالات درست کر دیں، تو اُسی تیز رفتاری کے ساتھ جس کے ساتھ جہنم میں جا رہا تھا، اب جنت کی طرف دوڑ پڑے گا۔ تو اُن کا ارشاد تھا کہ اگر نماز کے لئے، ذکر اللہ کے لئے، جمعہ کے لئے، آپ وضو کرتے ہیں، غسل کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، کپڑے پہنتے ہیں یا دھوتے ہیں، یہ سارا وقت جو ہے آپ کا خرچ ہو رہا ہے تیاری میں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاد میں شمار کیا جائے گا، اُس کا بھی اجر دیا جائیگا جہاد میں گھوڑے، توپ و تفنگ کام آ سکتے ہیں

لیکن اس کا بنانا، اُس کو محفوظ رکھنا، اُس کا صاف کرتے رہنا، اُس کے لیے تیاری کرنا، سیکھنا سکھلانا، یہ سارا اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ مثال دیا کرتے تھے، آپ بول و براز کرتے ہیں، نہاتے ہیں، دھوتے ہیں، پاک صاف ہوتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر یہ نیکی نہیں لیکن نیک کام کے لئے چونکہ کر رہے ہیں تو یہ سارے نیکی میں محسوب ہوتے ہیں۔ یعنی نماز ہی کا اجر آپ کو نہیں ملے گا۔ بلکہ دو گھنٹے سے جو آپ اس کی تیاری میں مصروف ہیں کہ پاک ہوکر اللہ کے گھر جانا چاہتے ہیں، یہ سارا ذکر اللہ ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد ہے

حضرت فاطمہؓ کو ذکر اللہ کی تلقین

تو اللہ تعالیٰ کس قدر ذکر اللہ کی عظمت بڑھا رہے ہیں! جو ذکر کرتا ہے میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، میں اُس کے ساتھ بیٹھنے والا ہوتا ہوں، فرشتے اُن کی تلاش میں نکلتے ہیں وہ مستقل اسی کام پر لگے ہوئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاکر اعلان کرتے ہیں مثلاً آپ یہاں ذکر کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر نازل ہو رہی ہے۔ ایک آدمی بیٹھا رہے، اللہ کی یاد کرتا رہے، ذکر کرتا رہے، تلاوت کرتا رہے، اللہ کا دین پڑھتا پڑھاتا رہے، یقیناً وہ بھی ذکر اللہ ہے، اقسام ہیں ہزاروں، جیسے کلمہ شریف بھی ذکر اللہ ہے، حضرت فاطمہؓ حضورؐ سے کہتی ہیں یا رسول اللہؐ! آپؐ کے پاس غلام آتے ہیں، آپؐ لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں، مجھے بھی دیں کیونکہ میرے ہاتھوں کے کٹے پڑ گئے ہیں چھالے پڑ گئے ہیں، پانی خود لانا پڑتا ہے، گھر کی صفائی خود کرنی پڑتی ہے۔ خود کھانا پکانا پڑتا ہے، کوئی نوکر چاکر تو نہیں ہے، لکڑیاں خود جلانی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ ہوتا ہی کچھ نہیں، چکی خود پیسنی پڑتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کو جفاکش بنانا چاہتے ہیں، آرام طلب نہیں بنانا چاہتے، تن آسان نہیں بنانا چاہتے، آپؐ فرماتے ہیں اے بیٹی! کیا تجھے ایسی چیز نہ دوں جو غلام سے بہتر ہو؟ عرض کرتی ہیں ضرور دیجئے۔ فرمایا جب سونے کے لیے لیٹا کرو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہُ اکبر پڑھ لیا کرو یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔

بہترین جگہ مساجد اللہ ہیں

میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں ایک بھی اللہ کا بندہ ہو وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہوتی ہے چہ جائیکہ آپ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اور پھر مسلسل اللہ کی یاد کرتے ہیں کتنے اللہ کے بندے اس جگہ آتے رہے ذکر اللہ کرتے رہے اور پھر اس جہان سے رخصت ہوگئے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ برس ہا برس یہاں ذکر کرتے کراتے اللہ کو پیارے ہوگئے اب آپ لوگ ذکر اذکار کرتے ہیں۔ اب بتایئے یہ جگہ بہتر ہے یا وہ بازار جہاں خدا کی نافرمانی فحاشی، بدمعاشی، عریانی اور شیطنت ہے جہاں شیطان ننگے ناچ ناچتا ہے، یقیناً یہ جگہ بہتر ہے۔ مساجد کو بہترین مقام قرار دیا گیا اور بازار کو بدترین مقام قرار دیا گیا۔ وہاں انسان کو مجبوری اور ضرورت کے لئے جانا پڑتا ہے ایسے ہی جیسے آپ رفع حاجت کے لیے بیت الخلاء میں جاتے ہیں کوئی وہاں دیر تک نہیں بیٹھنا چاہتا لیکن مجبوراً جانا پڑتا ہے۔

توبہ کے لئے بوڑھا ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہئے

انسان کے لیے محبوب مشغلہ اور پسندیدہ طریق کار ذکر اللہ ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں، قابل مبارکباد ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے مزید اخلاص نصیب فرماویں۔ اور مزید اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی توفیق ارزانی فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے مشاغل میں مزید وقت نکال کر یادِ خدا کی توفیق دیں ہزاروں وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں بوڑھے ہوکر کہ توبہ کریں گے اور اللہ اللہ کریں گے۔ یہ کیا نوسو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی۔ ادھر گناہ بھی کرتے ہیں اُدھر نیکی بھی کرتے ہیں، کیا فائدہ؟ اور اللہ کے بندے بعض اس حد تک آگے بڑھ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں نماز نہیں پڑھتے تو روزہ رکھنے سے کیا فائدہ؟ یعنی یہ نہیں کہ نماز پڑھنے پر اُن کو آمادہ کریں۔ بلکہ روزہ بھی چھڑوا دیتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ یقیناً روزہ فائدے مند ہے اور نماز بھی جتنی پڑھو اتنا ہی اجر ہے اُتنا ہی فائدہ اور جتنی بھی کمی ہے اُس کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ تو نہیں اگر تم نماز نہیں پڑھتے تو روزہ بھی ترک کر دیا

شعائر اللہ کی توہین عظیم جرم ہے

میرے ایک دوست ہیں کئی دفعہ یہاں ذکر میں بھی آئے وہ کہنے لگے کہ میں نے ایک دفعہ رمضان میں ایک آدمی کو سرِ عام کھاتے پیتے دیکھا اور تنذیر کے طور پر جا کے اُس کے پاس بڑے احترام کے ساتھ اس کو کہا "حضور! اگر آپ بیمار ہیں یا مسافر ہی ہیں تو ایسی حالتوں میں اسلام اجازت دیتا ہے روزہ قضا کرنے کی، مگر پھر بھی روزے کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ سرِعام نہ کھائیں پئیں، آپ مسلمان ہیں ہمارے بھائی ہیں تو اُس نے جواب یہ دیا کہ "اگر تم نے روزہ رکھا تھا تو اس طرح کے ریمارکس کہنے کا فائدہ کیا؟ ہماری مرضی ہے روزہ رکھیں نہ رکھیں، تم کون ہوتے ہو دخل دینے والے — اندازہ لگایئے — وہ بھی مسلمان ہے، یہ بھی مسلمان ہے۔ حالانکہ حضورؐ فرماتے ہیں بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً ایک کلمہ بھی یاد ہو تو آگے پہنچاؤ۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(پ ۴ س آل عمران ع آیت ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو، نیکی کو پھیلانا بدی کو مٹانا تمہارا کام ہے۔ اُمت کی امت مُبلّغ قرار دے دی گئی۔ لیکن مسلمانوں کا حال یہی ہے کہ جواب میں کہتا کہ "اچھا بھائی! آپ نے بڑا کرم کیا" مہربانی کی، آپ نے بڑے اچھے طریقے سے مجھے میری غلطی کا احساس دلایا ہے، یا مجھے نوازا ہے، میں اس کے لیے شکریہ ادا کرتا ہوں" یعنی اسی کو نیکی یا بھلائی تصور کرتا، نہ بھی کرتا تو کم از کم بد دل تو نہ کرتا۔ اُنہوں نے کہا کہ جی میں نے تو کانوں کو ہاتھ لگائے اب تو ہم باز آئے کسی کو تلقین کرنے سے۔ یعنی ایسا تلخ اور ایسا ناشائستہ جواب دیا کہ دوسرے کو شرمندہ کر کے رکھ دیا اگر اسلامی حکومت ہوتی تو اُس کو سزا ملتی۔ سرِعام اسلام کے کسی معمولی شعار کی بھی بے حرمتی کی اجازت نہیں چہ جائیکہ روزہ جو ارکانِ اسلام میں سے ہے اُس کی بے حرمتی ہو اُس پر طرّہ یہ کہ وہ مسلمان ہوکر کے یہ کہتا ہے

حرمین الشریفین میں رمضان المبارک کے روح پرور مناظر

چنانچہ مجھے بڑا پسند ہے نظام حرمین کا۔ آج بھی وہاں دن کو رمضان کے زمانے میں قطعی چھٹی ہوتی ہے، کوئی کام دھندا نہیں کرتا، حتیٰ کہ ڈاک خانے اور بینک بھی رات کو کھلتے ہیں دن میں نہیں کھلتے ڈاک بھی رات کو تقسیم ہوتی ہے دن کو نہیں ہوتی، رات بھر حرمین میں رت جگا رہتا ہے، سارے مسلمان ساری ساری رات جاگتے ہیں۔ اس قدر انبساط ہوتا ہے۔ جس کی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایک آدھ رمضان حرمین میں گذارنے کی توفیق دے آپ کو توفیق دے۔ تو بہرحال اس قدر اللہ تعالیٰ انعام و اکرام فرماتے ہیں۔ اسی قدر ازدیاد کے ساتھ افطار و سحور کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی عجیب و غریب نعمتوں سے نوازتے ہیں۔ کہ ہر شخص کھلانے کے لیے بیتاب ہے، کھانے والا

نہیں ملتا۔ انواع واقسام کے کھانے ہیں، مصری لارہے ہیں، حجازی لارہے ہیں، پاکستانی لارہے ہیں، افریقی لارہے ہیں، ایک دوسرے کو کھلا پلا رہے ہیں اور پھر یہ ہے کہ ساری ساری رات حفاظ وقرّا اپنے مقتدیوں کی معیت میں آرہے ہیں۔ جارہے ہیں کوئی یہاں تراویح پڑھا رہا ہے کوئی وہاں۔ کوئی مشرقی جانب نوافل میں قرآن حکیم کے نغموں سے اپنے مقتدیوں کو نواز رہا ہے کوئی شمال میں کوئی جنوب میں لحن داؤدی سے آیات قرآنی کے زمزمے بکھیر رہا ہے جتنی جتنی کسی کی ہمت ہوتی ہے وہ آدھی آدھی رات، کوئی پوری رات درمیانی حصہ جتنا جتنا حصہ کسی سے ہوسکتا ہے عبادت میں گزارتا ہے، کوئی پہلی رات سوتا ہے اور آخری حصہ وہاں گزارتا ہے کوئی کسی وقت کوئی کسی وقت۔ لیکن حرمین میں ساری رات قرآن کریم کی تلاوت جاری رہتی ہے

مسجد فتحپوری اور دلی کی جامع مسجد میں بھی یونہی ہوا کرتا تھا

اور دلی کے اندر بھی یہی دیکھا ہے۔ کہ مسجد فتح پوری اور جامع مسجد کے اندر حفاظ وقرا آرہے ہیں، اُن کے ساتھ اُن کے معتقدین آرہے ہیں، دوست یار آرہے ہیں، نماز پڑھ رہے ہیں، آرہے ہیں جارہے ہیں کوئی ایک کے پیچھے، کوئی دو کے پیچھے، دیوبند کے اندر خود حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا معمول مبارک تھا ایک حافظ صاحب سُنا کر چلے جاتے اور اُس کے بعد دوسرے حافظ کو کھڑا کر دیتے، وہ بھی چلے جاتے تو تہجد پڑھانے والے آجاتے ایک ایک رمضان میں اول شب میں کئی قرآن ختم ہوتے اور دن کی تلاوت اس سے الگ بہر حال میں اُن لوگوں سے نسبت اور واسطہ ہے، اُن لوگوں سے ہم تعلق رکھنے والے ہیں

دین میں اعلیٰ کی طرف دیکھو اور دنیا میں ادنیٰ کی طرف

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی میں اپنے سے برتر کو اور دنیا میں اپنے کم تر کو دیکھا کرو۔ دین میں اوپر والے کو دیکھو یعنی ایک شخص ہے جو پانچ کی بجائے سات نمازوں کا عادی ہے، ایک شخص جو ہے وہ ایک پارے کی بجائے دو پارے تلاوت کرتا ہے اور اسی طرح ایک شخص ہے اسے استغفار تک کی بھی توفیق نہیں، تو اب ان میں سے کس کی طرف دیکھیں؟ یہ نہ کہیں کہ فلاں نے کون سی نمازیں پڑھی ہیں کہ ہم بھی پڑھیں اندازہ لگائیے۔ فلاں کون سا ذکر کرتا ہے کہ ہم بھی ذکر کریں؟ اس معاملے میں دنیا کے اندر دیکھیں کہ یہاں فلاں تو کرائے کے مکان میں رہتا ہے، ہمیں تو اللہ نے سر چھپانے کے لیے اپنا مکان دے رکھا ہے، فلاں کو تو خدا نے ایک ہی بچہ دیا، مجھے تو اللہ نے تین تین بچے عطا فرما رکھے ہیں، اپنا ذاتی کام بھی اُن سے لے سکتا ہوں، باقی وقت اللہ کی یاد میں صرف کرسکتا ہوں، میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ میری اولاد میرے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹا رہی ہے، پھر یہ ہے کہ وہ کمانے والے ہوگئے ہیں، اس سے اور بھی آسانی ہوگئی کہ میں زیادہ وقت اللہ کی یاد میں لگا سکتا ہوں۔ اسی لئے ہمیں کہا گیا کہ دنیا کے اندر ادنیٰ کی طرف دیکھو کہ یہاں اللہ نے فلاں کو ایک ہی بچہ دیا، مجھے تین دے رکھے ہیں کس قدر میں خوش قسمت ہوں! فلاں کو اللہ تبارک نے ایک ہی کار دے رکھی ہے مجھے اللہ نے کئی کئی سواریاں دے رکھی ہیں، ان سے کتنا فائدہ اٹھاتا ہوں، ــــ شیخ سعدی جارہا تھا بچارا بازار میں، بہت پریشان ہوا کہ پاؤں میں جوتا بھی نہیں ہے۔ بڑا غمگین ــــ بازار میں جب نکلا دیکھا کہ ایک شخص کے پاؤں ہی نہیں ہیں، شکر کرکے واپس آگیا کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے جوتا نہیں دیا، پاؤں تو دے رکھے ہیں ــــ یہ ہے دنیا میں ادنیٰ کی طرف اور دین میں اعلیٰ کی طرف توجہ کرنا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات دیکھئے، عقل نہیں مانتی کہ اتنے ہوسکتے ہیں۔ اپنے گھر کی بات کرتا ہوں کہ پانچ پارے کبھی پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی، والدہ مرحومہ ایک دن میں پانچ پارے پڑھے بغیر کام کو ہاتھ نہ لگاتی تھیں لیکن اکثر سوچتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو کتنی توفیق دے رکھی تھی اور پھر سارے کام بھی کرتی تھیں۔ پڑھانا بھی ہم سے زیادہ، عبادت بھی ہم سے زیادہ گھر بھر کے کام دھندے بھی زیادہ، نوکر چاکر۔ خادمہ یا خدمت گزار بھی نہیں رکھا۔ تو ہمیں دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے طرف دیکھنا چاہیئے کہ اللہ نے کتنی آسائشیں دے رکھی ہیں، کتنے انعامات سے نواز رکھا ہے اور دین کے معاملے میں اوپر کو دیکھنا چاہیے۔

دعا اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہی خوشہ چین بنائے جیسا کہ صحابہ اور خلفاءِ راشدین تھے، اُن کی ایسی ہی عزت وعظمت نصیب فرمائے۔ ناموس رسالت اور اسلام کے لئے کٹ مرنے کی اللہ ہمیں توفیق دے جس طرح کے مرحوم مولانا ظفر علی خاں نے کہا تھا؎

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دیں۔ یعنی شہادت سے اللہ تعالیٰ سرفراز فرمائیں؎

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

سو اللہ تعالےٰ سے ہماری تمنا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ شہادت سے سرفراز فرمائیں کیونکہ شہادت اسلام میں سب سے بڑا اعزاز واکرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ جو آپ کو ذکر اللہ کی توفیق ہوئی، اللہ تعالےٰ کسی شامت عمل سے ذکر اللہ اور اپنے گھر کی حاضری سے محروم نہ رکھے بلکہ جو قدم آگے اُٹھے وہ پیچھے نہ جائے۔ جو آپ ذکر اللہ شروع کرچکے ہیں اسے بڑھانے کی اللہ تعالیٰ توفیق دے، گھٹانے سے اللہ تعالےٰ بچائے۔ آمین

بقیہ: پاکستان کا نظریہ اور اسلامی نظام

اور قوی التاثیر ماحول کے اثرات سے ان کے ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔

اس وقت دنیا میں ایک ہی دین یعنی دین فطرت رہے گا جس کی ذرہ سی جھلک "برناڈ شا" کو مستقبل میں نظر آرہی ہے ساری دنیا ایک ملت بن جائے گی۔ زمین کے سب باشندے ایک "عادلانہ نظامِ حکومت" میں شریک ہوں گے، افلاس وبدحالی کا نشان باقی نہیں رہے گا۔ خیرات کرنے والے مال لے کر باہر نکلیں گے مگر کوئی نہیں ملے گا۔ جو اسے قبول کرے۔ دنیا خوشی، نیکی اور انصاف سے بھر جائے گی۔ بلکہ یوں کہیے کہ ایک طرح کی جنت میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس وقت آفرینش عالم کی اصلی غرض وغایت ہر جہت سے پوری ہوگی اور لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ، کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔

یہ محض کوئی خیال آرائی یا شاعرانہ تخیلات نہیں بلکہ یہ دنیا کا اٹل مستقبل ہے، جسے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ مبارک ہیں وہ خوش نصیب بندے جو ایسے پاک ودرخشاں مستقبل کے لانے میں آج کم وبیش اپنا کچھ حصہ لگالیں۔ اور کم بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس کے مقابلہ کے لئے ابھی سے کمر باندھ رکھی ہے۔ خوب سمجھ لیجئے! آج کا مسئلہ ملا اور مسٹر کا مسئلہ نہیں نہ یہ جدت اور قدامت کی کشتی ہے۔ نہ دیوبند اور علی گڑھ کا اکھاڑہ ہے، تو خدا کے بندوں کے لئے سخت ترین آزمائش

کی گھڑی ہے کہ وہ اللہ کے دیتے ہوئے اس نادر موقعہ سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں اور تیرہ سو برس کے بعد کس عزم و ہمت سے دنیا میں قرآنی آئین اور اسلام کے فطری اصولوں کے دوبارہ زندہ کرنے اور نافذ کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔

کمیونزم کے سیلاب کو صرف اسلامی نظام حکومت ہی روک سکتا ہے

اس موقع پر یہ بات بھی فراموش نہ کیجئے کہ آج دنیا میں معاشی اختلال اور اقتصادی عدم توازن کی وجہ سے ملحدانہ اشتراکیت (کمیونزم) کا سیلاب ہر طرف سے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ اس کا صحیح اور اصولی مقابلہ اگر دنیا میں کوئی نظام کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہے۔ اگر ہم پاکستان یا عالم اسلامی کو اس بھیانک خطرہ سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ پاکستان میں صحیح اسلامی نظام کا اعلان و آغاز کریں۔ اور تمام اسلامی ممالک کو اسلام کے نام پر اسی کی دعوت دیں۔ اگر اس طرح تمام اسلامی ممالک آئینی طور پر متحد ہو گئے تو قدرتی طور پر وحدتِ اسلامی قائم ہو جائے گی جس کی ہم سب مدت سے آرزو رکھتے ہیں اور جو اشتراکیت و سرمایہ پرستی دونوں کی روک تھام کے لئے مضبوط آہنی دیوار کا کام دے گی۔

مسئلہ کشمیر میں پاکستان کی کامیابی صرف اسلامی نظام کے اعلان سے وابستہ ہے

ایک اور اہم ترین ہنگامی مسئلہ ہمارے سامنے کشمیر میں استصواب رائے عامہ کا ہے۔ اس میں کامیابی بھی بڑی حد تک میرے نزدیک اسی اعلان سے وابستہ ہے ورنہ بھارتی حکومت کی جانب سے جو زبردست پروپیگنڈا ہوگا۔ اس کے جواب میں پاکستان کا پہلو بہت کمزور رہے گا۔ اور اگر فرض کیجئے وہاں دوبارہ جنگ کی نوبت آ گئی جو اغلباً کشمیر تک محدود نہ رہے گی، تب بھی ہمارے دفاع کے لئے وہی مذہبی اسپرٹ بہت زیادہ کام دے گی جو خدائی آئین اور اسلامی نظام حکومت کے اعلان سے مسلمانوں میں پیدا ہو سکتی ہے۔ بہرکیف جس پہلو سے نظر کیجئے یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ ہماری مملکت کی خوبی و برکت اور تحفظ و استحکام کا راز اسلامی نظام کے نفاذ میں پوشیدہ ہے اور یہ کہ جس نام سے پاکستان حاصل ہوا ہے اسی نام پر یہ مضبوطی کے ساتھ باقی بھی رہے گا۔

ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ فروری ۱۹۴۹ء
شبیر احمد عثمانی ۔ مقیم کراچی

بقیہ: گناہ سے نجات

مکر کیا تو عہد شکنی کا موجب ہوں گا اور اس کی سزا بھی بہرحال جلد یا بدیر مجھے مل کر رہے گی۔"

آخر اس کی حالت سدھر گئی اور وہ وقت کے بہت بڑے اتقیاء اور صلحاء میں شمار ہونے لگا۔

سالانہ جلسہ

مدرسہ عربیہ حنفیہ دار العلوم رجسٹرڈ عیدگاہ محمود کوٹ شہر کا سالانہ جلسہ ۳۰، ۳۱ مئی و یکم جون بروز جمعہ ہفتہ اتوار کو اپنی سابقہ روایات کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے، جس میں پاکستان کے جلیل القدر علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔ جو اپنے مخصوص انداز میں دین کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز خطاب فرمائیں گے۔ تشریف لانے والے حضرات میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی اور علامہ تونسوی قابل ذکر ہیں۔

حکیم عبد الحق مہتمم مدرسہ ہذا

درس قرآن و حدیث

قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا اگلا درس قرآن و حدیث اس ماہ کی ۲۵ تاریخ صبح دس بجے بنگلہ ۱۵ جامن روڈ واہ کینٹ پر منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

احقر محمد عثمان غنی منتظم درس۔

سالانہ جلسہ

مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم رجسٹرڈ کوٹ ادو کا سالانہ جلسہ حسب سابق ۱۳، ۱۴، ۱۵ ربیع الاول مطابق ۳۰، ۳۱ مئی یکم جون بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک و ملت کے ممتاز علماء کرام و شعراء عظام شرکت فرما رہے ہیں۔ جن میں مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم خیر المدارس و مجاہد ملت مولانا مفتی محمود صاحب و امام المفسرین مولانا محمد علی صاحب جالندھری وغیرہم خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

محمد عبد الجلیل ناظم مدرسہ

انجمن خدام الدین رجسٹرڈ نوشہرہ کی چوتھی سیرت کانفرنس

حسب سابق اس مرتبہ بھی انشاء اللہ العزیز ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱ مئی ۱۹۶۹ء بدھ، جمعرات، جمعہ، ہفتہ چار دن محفل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نوشہرہ صدر ضلع پشاور میں منعقد ہوں گی۔ جن میں انشاء اللہ علماء کرام و بزرگان دین شمولیت فرمائیں گے۔ ان اجتماعات سیرت کے جملہ انتظامات کے لئے "بزم سیرت النبی ص" قائم کر دی گئی ہے۔ جس کے صدر الحاج خان شیر افضل خان صاحب اور جنرل سکرٹری مولانا احمد عبد الرحمن صدیقی مہتمم مدرسہ انوار القرآن نقوی مسجد تجویز ہوئے، تمام مسلمانوں سے ہر قسم کے تعاون اور تشریف آوری کی درخواست ہے۔ البتہ باہر سے تشریف لانے والے حضرات اپنے طعام و قیام کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

منجانب:۔ اراکین بزم سیرت النبی ص شعبہ انجمن خدام الدین

بچوں کا صفحہ

حقوق والدین

خواجہ فخر الدین نون بی اے بہاولپور

دور حاضرہ کی تعلیم اور ماحول صدیوں تک انگریز کی غلامی کا ثمر ہے اور اس میں بمشکل ہی اخلاق و آداب، تہذیب و شائستگی اور ماں باپ کی تعظیم کا سبق جو ہمارا مذہب سکھاتا ہے موجود ہے۔ لہٰذا اس تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ تعلیم سیکھیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ یہی وہ تعلیم ہے جو اُن کی اپنی دنیاوی زندگی کو خوشگوار بنائے گی اور دوسروں کے لیے وہ خود رحمت ثابت ہوں گے کچھ ارشادات نبوی درج ذیل کیے جاتے ہیں جن پر کاربند رہ کر دنیا کی مسرتیں اور آخرت کی سربلندیاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(۱) والدین کے ساتھ حسن سلوک عمر میں زیادتی کا موجب بنتا ہے

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اُسے خوش خبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دیتے ہیں۔

(۲) والدین کی نافرمانی سے بڑھ کر کوئی بڑا گناہ نہیں ہے

حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں جس کا عذاب فوراً ہونا چاہیے اور جو عذاب رہ جاتا ہے وہ اس کے علاوہ۔

(۳) والدین کے ساتھ اگرچہ وہ ظلم کریں تُم نیکی ہی کرو

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کسی مسلمان کے اگر ماں باپ ہیں اور وہ صبح کو اُن کی خیریت دریافت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دو دروازے جنت کے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک ہی ہے تو ایک دروازہ اور اگر اُس نے والدین میں سے کسی کو ناراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائیں۔ ابن عباسؓ سے کہا گیا اگر باپ ماں ظلم کریں جب بھی۔ کہا ظلم کریں جب بھی۔

(۴) والدین کی دُعا بچوں کے حق میں بہت جلد قبول ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعائیں وہ ہیں جن کی مقبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ مظلوم کی دُعا۔ مسافر کی دُعا اور والدین کی اپنی اولاد کے لیے دُعا۔

(۵) باپ کا نام نہ لے کر پکارو۔ اس سے پہلے نہ بیٹھو اور اس کے آگے نہ چلو

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے دو اشخاص کو دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے یہ کیا ہوتے ہیں۔ اُس نے جواب دیا یہ میرے والد ہیں۔ اس پر ابوہریرہؓ نے کہا ان کا نام نہ لو ان سے آگے نہ چلو اور ان سے پہلے نہ بیٹھو۔

(۶) والدین کو رُلانا گناہ کبیرہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ والدین کو رُلانا نافرمانی ہے اور کبیرہ گناہ میں سے ہے۔

(۷) جس کے ساتھ تمہارے والد سلوک کرتے تھے (والد کی موت کے بعد) اُن سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ تمہارا نور بجھ جائیگا۔

سعد بن عبا الزرقی کہتے ہیں کہ اُن کے والد نے کہا: ہم لوگ مدینہ کی مسجد میں عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن سلامؓ اپنے بھتیجے کا سہارا لیے ہوئے آئے اور مجلس سے گزر گئے۔ پھر متوجہ ہوئے اور لوٹے اس کے بعد کہا کہ میں دو تین بار عمرو بن عثمانؓ کے پاس سے گزرا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں دو بار (مذکور) ہے کہ جس کے ساتھ تیرا باپ بھلائی کرتا تھا اس سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ اس کی وجہ سے تیرا نور بجھ جائے گا۔

گناہ سے نجات

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام قبول کرنے کی نیت سے حاضر ہوا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے آنحضرتؐ سے عرض کیا۔

"بہت سے گناہ ایسے ہیں یا رسول اللہ! جنہیں ترک کرنے کی میں قدرت نہیں رکھتا!"

رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔

"گویا تم مجھ سے صرف ایک عہد کرو گے؟ یعنی جھوٹ نہ بولنے کا؟"

وہ بولا۔

"میں یہ عہد کرتا ہوں"

یہ عہد کر کے وہ واپس چلا گیا۔ اور دل ہی دل میں بہت خوش اور مسرور تھا اور کہہ رہا تھا۔

"نبی کریمؐ نے کتنی سہل اور آسان بات کا مجھ سے مطالبہ کیا ہے"؟ اس عہد کے بعد اس شخص نے چوری کا ارادہ کیا لیکن یہ ارادہ کرتے ہی دل میں خیال آیا "اگر میں نے چوری کی اور رسول اللہؐ نے دریافت فرمایا تو کیا جواب دوں گا اگر اقرار کرتا ہوں تو سزا سے نہیں بچ سکوں گا اور اگر انکار کرتا ہوں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے جھوٹ بولا اور معاہدہ کے خلاف مجھ سے حرکت سرزد ہوئی! لہٰذا بہتر یہ ہے کہ چوری نہ کروں"

یہ سوچ کر آخر کار وہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ اور اس نے چوری نہیں کی اس کے بعد جب بھی اس کا نفس امارہ اسے گناہ اور معصیت کی ترغیب دیتا تھا اور وہ یہ ارادہ کرتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو گناہ سے آلودہ کرے معاً اس کے دل میں یہ خیال آ جاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لے چکے ہیں۔ اور وہ سوچنے لگتا۔

اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پاداش سے نہ بچ سکوں گا۔ اور اگر

(باقی ص ۱۸ پر)

نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۸۱ ۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۳۸ G/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

قرآن عزیز

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

تجلیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتّبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقّہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ملنے کا پتہ: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ		۱۱
ششماہی		۶
		۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ		۴۲
بحری جہاز		۱۱
ہوائی ڈاک ششماہی		۲۱
بحری		۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
بحری	۸۰	۱۸

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن منیجر)
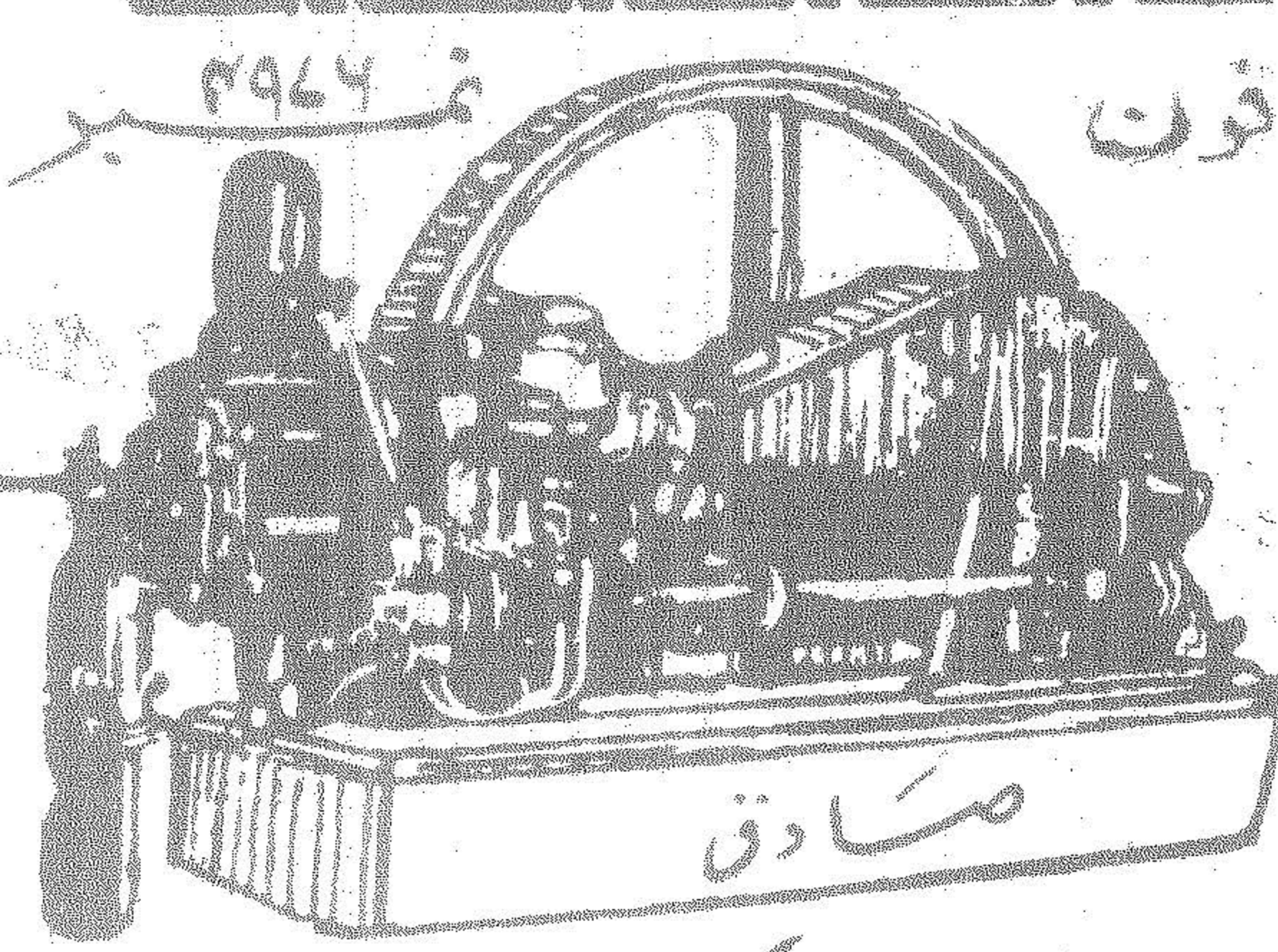
ملفوظاتِ طیّبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

رعایتی ہدیہ ۲/۲۵ محصولڈاک ایک روپیہ

کل ۳/۲۵ روپے

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا